رِم جھم کے اِس راگ میں

نبیلہ ابر راجہ

نبیلہ ابر

"ونی! پلیز اس ظالم حسینہ کی ایک جھلک ہی دکھا دو۔"

اسفند اب منتوں پر اتر آیا تھا۔

"دیکھو اسفند اسے ہم نے نہیں روکا کہ تمہارے سامنے نہ آئے وہ تو خود ہی تمہارے سائے سے بھی پناہ مانگتی ہے۔"

اسماء نے اسے چھیڑا۔

"تم بھی دشمنوں کی صف میں ہو نئی بات نہیں ہے۔" وہ بہت بے زار لگ رہا تھا۔

"ونی ذرا اسفند کو غور سے دیکھنا۔" اسماء نے اسے اکسایا پھر دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگیں۔

"کوئی بات نہیں غدارو۔" وہ دونوں کو گھورتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور باہر جانے کی نیت سے قدم بڑھائے تو اسماء بول پڑی۔

"زیور سے نہیں ملو گے؟" معصومیت کی انتہا تھی وہ جل ہی تو گیا اور پلٹ کر خشمگیں نظروں سے انہیں دیکھا۔

[-]-[-]

مکمل ناول

اپنے کمرے میں جہازی سائز ڈبل بیڈ پر بیٹھے کے بل لیٹا اسفند مسلسل زیور کے بارے میں سوچ جارہا تھا۔

"آخر کیوں گریزاں رہتی ہو مجھ سے کیوں میرے صبر کو آزماتی ہو جس روز میرے اندر کا آتش فشاں ابل

"اچھا جی۔" وہ سہم سی گئی تھی۔

"سنو میرے کوئی اچھے سے کپڑے نکال دو۔" باہر جاتے جاتے وہ پھر پلٹ آئی۔

جس وقت وہ "وجاہت منزل" پہنچا تو ساری نوجوان نسل لان میں جمع تھی وہ بھی ادھر چلا آیا۔

کر باہر آگیا تو بہت برا ہوگا بہت برا" آخر میرے آگے تمہاری حیثیت کیا ہے اتنی نازک سی تو ہو کہاں میرے آگے ٹھہر سکو گی؟" آخر میں وہ خود ہی مسکرا دیا جیسے تصور کی آنکھ سے اسے دیکھ رہا ہو۔

"صاحب جی چائے۔" زیدہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آچکی تھی۔ اچانک اس کے تصورات کا سلسلہ ٹوٹا وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور فوراً سیدھا ہو گیا۔

"کتنی بار کہا ہے دروازے کو ناک کر کے آیا کرو۔" اسے زیدہ کی آمد اس وقت بہت بری لگی تھی۔

"یہ آج کل ادھر کے چکر زیادہ نہیں لگ رہے ہیں۔" علی نے اسے غور سے دیکھا اور باقیوں سے تائید چاہی۔

"یس آف کورس۔" وہ یک زبان ہو کر چلائے تو اسفند نے علی کی گردن اپنے آہنی ہاتھوں میں دبوچ لی۔

"چھوڑ دے ظالم تجھے زیور کا واسطہ۔" علی تکلیف سے بے حال ہو رہا تھا اسفند نے اسے چھوڑ دیا۔

"مجھے اب پتا چلا ہے کہ زیور تم سے اتنی بھاگتی کیوں ہے۔" یہ اسماء تھی سب دبی دبی مسکراہٹوں

سے ہنسنے لگے۔

"تم لوگوں سے تو بات کرنا فضول ہے میں اندر دادو کے پاس جا رہا ہوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"پتا ہے ہمیں سب۔" سحرش نے آنکھیں مٹکائیں، وہ کوئی تاثر دیے بغیر اندر بڑھ گیا۔

"آجاؤ۔" جہاں آرا کی آواز دستک کے جواب میں سنائی دی تو اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا اور اندر داخل ہوا، سامنے ہی وہ دشمن جاں اور غارت ایماں بیٹھی تھی۔

"آؤ آؤ بیٹا بڑے دنوں بعد صورت دکھائی۔" جہاں آرا نے شکوہ بھی کر ڈالا، وہ جو زیور کو دیکھنے میں مگن تھا، بوکھلا کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"بس وہ کچھ مصروف تھا۔" وہ ان کے قریب ہی بیٹھ گیا تو زیور نے رخ موڑ لیا وہ بیڈ کے دوسرے سرے تھی جو دیوار کے ساتھ تھا اب کوئی راہ فرار نہ تھی آگے کی طرف اسفند جو تھا، جہاں آرا عائشہ بیگم کی خیریت دریافت کرنے لگیں پھر ادھر ادھر کے قصے شروع ہو گئے۔

"اچھا اسفند تم بیٹھو میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔" جہاں آرا پاؤں میں جوتے پھنساتی باہر چلی گئیں، اسفند نے بھی ادب کا خول اتار پھینکا اور اس طرف بیٹھ گیا جہاں سے پورا چہرہ نظروں کی گرفت میں تھا، وہ نروس ہونے لگی اور بیڈ سے اترنے لگی۔

"اس ہاں ناٹ ایٹ آل۔" وہ آگے کی طرف جھک گیا تو زیور نے فوراً چادر سے چہرے کو ڈھانپا۔

شعلہ حسن سے نہ جل جائے چہرے کا نقاب
اپنے رخسار سے پردے کو ہٹائے رکھیے

اسفند نے شعر پڑھا تو وہ گھبرا گئی۔

"دیکھیں مجھے جانے دیں۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئی تو وہ مسکرا دیا۔

"ابھی نہیں۔" اسفند نے نفی میں سر ہلایا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟" وہ بری طرح انگلیاں موڑ رہی تھی۔

کس سے اظہار مدعا کیجیے
آپ ملتے نہیں کیا کیجیے

اسفند نے متبسم لہجے میں شعر پڑھا عین اسی وقت سحرش، نینی اور اسماء نمودار ہوئیں، زیور نے بجلی کی سی تیزی سے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

"پھر کیا کیا باتیں ہوئیں؟" تینوں اس کے قریب تک آگئیں۔

"تمہیں کیوں بتاؤں۔" وہ ذرا ابھی بد مزا نہ تھا۔

"تو یہ بات ہے۔" نینی نے اسے دیکھا۔

"جی یہی بات ہے۔" وہ اسی کے انداز میں بولا۔

"اچھا آؤ چائے بمعہ لوازمات کے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔" اسماء نے بازو پکڑ کر اسے اٹھایا۔

"ہم دیدار یار سے سیراب ہیں کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔" وہ رومانٹک ہیرو کے انداز میں بولا تو تینوں ہنسنے لگیں۔

☆☆☆

"اسماء پلیز صرف ایک گھنٹے کی بات ہے۔" وہ پندرہ منٹ سے اسماء کو قائل کرنے میں لگا ہوا تھا۔

"یہ بہت مشکل ہے اسفند اور جو کسی بڑے کو اصل چکر کی خبر ہو گئی تو میری خیر نہیں، میں نہیں کر سکتی۔" وہ صاف انکاری تھی۔

"بھاڑ میں جاؤ تم، آئندہ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اسفند نے ریسیور پٹخا اور کمرے میں چکر لگانے لگا، عائشہ بیگم امریکہ اپنے بھائی اور بہن سے ملنے گئی ہوئی تھیں اسی مہینے ان کی واپسی تھی اور ایک ماہ سے اوپر ہو چلا تھا اس نے زیور کی ایک جھلک تک نہ دیکھی تھی اسماء سے فون کر کے کہا کہ تم کسی طرح اسے ادھر لے آؤ پھر لے جانا، پھر نینی سے بات کی محترموں نے ہری جھنڈی دکھا دی، جھلا کر اس نے تکیے کو دہرا کر دیا۔

اسفند بڑی سنجیدگی سے ناراض ہو گیا تھا وہ ہفتے سے اوپر ہو چلا تھا اس نے ادھر کا چکر ہی نہیں لگایا، رات عائشہ کا فون آگیا اسماء نے ہی ریسیو کیا سلام دعا کے بعد وہ اصل بات کی طرف آئیں۔

"اسماء تم سحرش اور نینی کے ساتھ مل کر گھر کا جائزہ لے لینا اور اوپر کے گیسٹ روم کے تین کمرے بھی صاف کروا لینا۔" اس کے بعد وہ اسے مزید ہدایات دینے لگیں اور یہ بتا کر فون بند کر دیا کہ وہ پرسوں سات

بجے کی فلائٹ سے اپنی بہن اور دو بیٹیوں کے ہمراہ پہنچ رہی ہیں۔

"سحرش! کام بن گیا۔" وہ ریسیور رکھ کر اس کی طرف مڑی۔

"کیسا کام؟" وہ حیران تھی۔

"وہ اسفند والا۔" اسماء کھلکھلائی۔

"چلو ابھی اسفند کی طرف آسے یہ خوشخبری سناتے ہیں۔" نینی پرجوش ہو گئی۔

"ہائیں یہ کیا؟" اسماء کے منہ سے اچانک نکلا وہ لوگ اسفند کے گھر ابھی ابھی آئی تھیں، ڈرائنگ روم کا حشر ہو رہا تھا تمام کشنز الٹے پڑے تھے، صوفے اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے، گیلا تولیہ کارپٹ پر جوتے صوفے پر، وہ ٹی وی لاؤنج کی طرف بڑھیں، وہاں کا حال بھی مختلف نہ تھا۔ اسفند بڑے مگن انداز میں ٹی وی دیکھ رہا تھا ان کی آمد کا سرے سے نوٹس ہی نہیں لیا۔

"یہ سب کیا ہے، گھر کا حشر دیکھو اور اس پھوہڑ لڑکے کو دیکھو۔" سحرش نے جیسے ماتم کیا، تینوں بیٹھ گئیں۔

"اسفند تمہارا کام ہو جائے گا۔" اسماء نے دھماکا کیا وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"سچ کہہ رہی ہے یہ، کل رات آنٹی کا فون آیا تھا۔"

سحرش آگے کی کہانی سنانے لگی۔

"یاہو۔" اس نے نعرہ لگایا۔

"تھینکس سویٹ پیاری بہنو یہ بتاؤ کیا پیش کروں دل پیش کروں جاں پیش کروں۔" سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ جھکا۔

"بڑی دیر کے بعد ہوش آیا۔" نینی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا پر وہ اسفند ہی کیا جو شرمندہ ہو جائے فوراً جواب دیا۔

"میرے ہوش تو تمہاری کزن نے اڑا رکھے ہیں۔"

▼_▼_▼

"دادو میرا تو کل بہت ضروری ٹیسٹ ہے میں نہیں جا سکتی۔" اسماء نے انکار کر دیا۔

"اور میرا تو پریکٹیکل ہے میرا جانا تو بہت ضروری ہے، سر امجد بہت سخت ہیں آپ زیور سے کہیں ناں

چلی جائے اسفند بھی گھر پر نہیں ہے، زیدہ اور پروین سے مدد لے لے۔" نینی نے انکار کے ساتھ مشورہ بھی دے دیا، سحرش آج ہی ماموں کے گھر چلی گئی تھی اب لے دے کے زیور ہی رہ گئی تھی۔

"اے بیٹا! تم ہی چلی جاؤ بچی نے اتنی دور سے فون کیا ہے سوچے گی پہلی دفعہ کوئی کام کہا ہے وہ بھی نہ کر سکے۔"

جہاں آرا بڑی امید سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے دادو چلی جاؤں گی۔" وہ بولی تو انہوں نے جھٹ اسے چوما۔

نینی اور اسماء یونیورسٹی جاتے ہوئے اسے "اسماعیل ولا" ڈراپ کر گئی تھیں، پروین اور زیدہ اسی کی منتظر تھیں، زیور وقت ضائع کیے بنا کام میں لگ گئی اچھا خاصا ٹائم دو کمروں کی جھاڑ پونچھ میں لگ گیا وہ دل و جان سے مگن تھی، زیدہ اسے اسفند کی پسند و ناپسند کے بارے میں بتا رہی تھی پر زیور کا اس طرف دھیان ہی نہیں تھا، تیسرا کمرا سب سے زیادہ توجہ کا مستحق تھا۔

"شکر ہے وہ یہاں نہیں ہے۔" وہ دل میں سوچ کر خوش ہو رہی تھی نینی نے ہی اسے بتایا تھا وہ کراچی گیا ہوا ہے اور ایک دو ہفتے کے بعد ہی آئے گا' زیور نے سکھ کا سانس لیا اب ایک کمرا باقی تھا ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا' زبیدہ نے اسے جائے نماز لا کر دی وضو کر کے وہ خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے لگی نماز کے بعد زبیدہ نے اسے کھانا لا کر دیا زیور کے بے حد اصرار پر دونوں کو اس کے ساتھ کھانا پڑا۔

"اچھا اب تم جا کر نیچے ڈرائنگ روم اور دوسرے کمرے دیکھو میں اوپر کی صفائی کر کے آتی ہوں۔"

وہ آخری کمرے کی طرف بڑھی اسے احساس ہوا کہ سب سے زیادہ پھیلاوا تو اس کمرے میں ہے' کمرے کی آرائش اور چیزوں سے لگ رہا تھا کہ یہ کمرا یقیناً مرد کا ہے اور اسفند کے سوا کس کا ہو سکتا تھا' انتہائی بے زاری سے اس نے بیڈ شیٹ جھاڑ کر بچھائی اور نیچے گرے ہوئے کپڑے اٹھانے لگی کالی شرٹ اس کے ہاتھ میں تھی جس میں سے کسی مردانہ کلون کی خوشبو آ رہی تھی۔

"مرد کی خوشبو بھی تو نامحرم ہے۔" اس کے اندر سے آواز آئی اس نے بے اختیار شرٹ پھینک دی جیسے اس میں چھوت کے جراثیم ہوں اچانک اسے احساس ہوا کہ کمرے میں کوئی اور بھی ہے باتھ روم کا دروازہ بند تھا خوف نے اس کے قدم جکڑ لیے پھر دل نے تسلی دی کہ ہو سکتا ہے کہ پروین یا زبیدہ میں سے کوئی ہو۔

"پروین' زبیدہ اندر تم ہو۔" وہ بڑے یقین سے بولی پھر باتھ روم کا دروازہ کھلا گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتا ہوا اسفند باہر آ گیا وہ اپنی جگہ سن سی ہو گئی اسفند نے اس کی آواز سن کر شرٹ کے بٹن بھی بند نہیں کیے تھے ایسے ہی باہر آ گیا تھا وہ حیرت زدہ تھا کہ اس کے بیڈ روم کی صفائی تو پروگرام میں شامل نہیں تھی' وہ دروازے کی طرف بڑھا تو زیور ایک دم ہوش میں آئی اور اپنی چادر لینے صوفے کی طرف لپکی اس سے پہلے ہی اسفند نے اس کی چادر اٹھا لی۔

اک نظارا ہے چاندنی شب کا
ان کا یوں بے نقاب آ ملنا

اسفند نے حسب عادت شعر پڑھا۔

"دیکھیں میری چادر دے دیں۔" وہ یوں کھڑی تھی جیسے بھرے بازار میں بے پردہ ہو گئی ہو۔

رخ سے پردے کو ذرا دیر ہٹا رہنے دو
تم کو دیکھے گا وہی جس کی قضا آئی ہے

وہ پھر شریر ہوا اور چادر اس کی طرف اچھال دی زیور نے فوراً" چادر اردگرد لپیٹی۔

جلوہ بھی گو کمال نمائش ہے اے عدم
کتنی حسین لگتی ہے صورت حجاب میں

وہ پھر بھی باز نہیں آیا زیور کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا دروازے پر وہ جما کھڑا تھا اسے اپنی گستاخ نگاہوں کے حصار میں لیے۔

"کتنی اچھی لگ رہی ہیں یوں بیوی کے اسٹائل میں کام کرتے ہوئے مجھے اب اس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے ایک خوبصورت سا احساس بھی ہو گا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس پر بیڈ شیٹ بچھائی ہے اس تکیے میں آپ کے ہاتھوں کا لمس ہو گا اور میں تو تکیے کو بازوؤں میں لے کے سوتا ہوں ان ہاتھوں کی نرمی میں اپنے دل میں محسوس کروں گا۔"

اف وہ کیا کیا کہہ رہا تھا شدت خوف سے اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔

تنہائیوں کی شب میں تیرے قرب کی مہک
اس میں برا بھی کیا ہے گر چاہیے مجھے

اسفند نے بڑے گمبھیر لہجے میں شعر پڑھا۔

"دیکھیں مجھے جانے دیں۔" اس کا لہجہ کانپ رہا تھا۔

"کیوں اتنی مشکلوں سے تو یہ وقت آیا ہے آیئے باتیں کرتے ہیں۔" اسفند کا لہجہ پرسکون تھا۔ ساتھ ہی وہ چلتا ہوا عین اس کے قریب کھڑا ہو گیا اور بڑے بے باک انداز میں اسے دیکھنے لگا' زیور دہل کر ایک قدم ہٹی وہ بھی آگے بڑھ آیا۔

"آخر آپ چاہتے ہیں کیا؟" اس کے لہجے میں آنسوؤں کی نمی صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

"صرف تمہیں۔" الٹا ہی جواب آیا' وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب آنے کی ہامی بھری تھی۔

کیا سنائیں بات ایسی تھی
آپ سنتے تو بے مزا ہوتے

دوسری طرف سے افسوس بھرے انداز میں شعر پڑھا گیا وہ فوراً" تیر کی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور کھول کر باہر نکل گئی اور تیزی سے سیڑھیاں طے کرتی نیچے آئی ایک ایک کمرے میں زبیدہ اور پروین کو تلاش کیا وہ ہوتیں تو ملتیں' آنسو سلسلہ وار رخساروں پر پھسلنے لگے اسے تو ان کا فون نمبر بھی معلوم نہیں تھا کہ فون کر کے کسی کو بلوا لیتی اب اسے سکون سے انتظار کرنا تھا تاتین تو جا ہی چکے تھے۔

اس گھر میں وہ اس کے ساتھ اکیلی تھی وہ لوفر انسان کچھ بھی کر سکتا تھا اس کی آنکھوں کے انداز یاد کر کے وہ نئے سرے سے خوفزدہ ہونے لگی' دل ہی دل میں سورتیں پڑھنے لگی پر شرٹ کے بٹن بند کرتا وہ ادھر ہی چلا آیا۔

"یار آرام سے بیٹھو باتیں کرتے ہیں۔" وہ یوں بولا جیسے جنم جنم کی بے تکلفی ہو۔

"نن۔ نہیں مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔" جھٹ انکار کیا۔

"پر میں تو کروں گا میرے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے۔" وہ فاصلے مٹاتا قریب آ گیا اور دیدہ دلیری سے اس کا ہاتھ پکڑ کر سینے پر رکھ لیا۔

"نہیں نہیں۔" زیور کی چیخ بڑی فطری تھی عین اسی وقت پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ وہ چونک کر ہٹا نینی اور اسماء ادھر ہی آ رہی تھیں۔ اندر کا منظر دونوں کے لیے خاصا حیران کن تھا اچانک نئی افتاد سے واسطہ پڑا زیور دھواں دھار روتے ہوئے اسماء سے لپٹ گئی وہ بس روئے جا رہی تھی اسفند نہ چاہتے ہوئے بھی مجرم بن گیا کیونکہ نینی کی نگاہ بڑی کڑی تھی۔

"جاؤ اسماء اسے لے جاؤ' گاڑی میں بیٹھو میں آتی ہوں۔" وہ جارحانہ انداز میں کمر پر ہاتھ رکھے ہوئے اس کی طرف مڑی۔

"یہ کیوں رو رہی ہے کیا کیا ہے اس کے ساتھ تم نے۔" نینی کی زبان بڑی بے اختیار تھی۔

"واٹ ڈو یو مین۔" وہ انجان بن گیا۔

"اب اتنے بچے نہ بنو تم' پتا ہے مجھے سب کہ تمہیں خود پر کتنا اختیار ہے۔" نتی نے اس کی غیرت کو للکارا۔

"کچھ نہیں کیا ہے میں نے بس ہاتھ پکڑنے کا جرم سرزد ہو گیا مجھ سے۔" اسفند اس کی شک بھری نگاہوں سے تلملا ہی تو گیا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

موسم بدستور ابر آلود تھا اسماء کے لاکھ کوششیں کر لینے کے باوجود زیور چپ ہونے میں نہ آ رہی تھی گاڑی پورچ میں رکتے ہی وہ اتر کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی شکر کا مقام تھا کہ جہاں آرا بیگم' تائی اور عالیہ بیگم گھر پر نہیں تھیں' رات آٹھ بجے کے قریب دونوں نے اس کے کمرے کا رخ کیا۔ وہ کمبل لپیٹے بے سدھ پڑی تھی' نتی نے ڈرتے ڈرتے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو بری طرح تپ رہی تھی' باہم مشورہ کرنے کے بعد ڈاکٹر عابد کو بلوایا گیا' ڈاکٹر عابد شروع سے ہی ان کے خاندانی ڈاکٹر تھے عمر ستر سے تجاوز کر چکی تھی مگر صحت قابل رشک تھی۔

"لگتا ہے کہ بچی ڈر گئی ہے کسی چیز سے۔" انہوں نے چیک اپ کرنے کے بعد دوائیں اور ہدایات دیں اور رخصت ہو گئے۔

"ہائے اسماء اب کیا ہو گا اگر کسی کو پتا چل گیا تو۔" نتی کی پریشانی چہرے سے صاف پڑھی جا سکتی تھی' اسی وقت عالیہ بیگم کا فون آ گیا کہ وہ تینوں آج نہیں آ سکتیں' وہ ایک قریبی عزیز کے گھر تقریب میں شرکت کے لیے گئی تھیں' دل آرا بیگم سے تینوں کی خوب بنتی تھی انہوں نے اصرار کیا کہ آج رک جائیں گزرے وقت کو دہرائیں گے' یہ خطرہ بھی ٹل گیا۔

کھانا کھا کے ٹیبل پر سے سب اٹھ چکے تھے' نوکر میز سے برتن اٹھوانے کے بعد اسماء نے دودھ گرم کروایا اور فریج سے پھل نکال کر پلیٹ میں رکھے اور زیور کے کمرے کی طرف بڑھی نتی پہلے ہی سے اس کے پاس موجود تھی۔

"زیبی چندا کچھ کھا لو۔" اسماء نے اسے چمکارا اور اٹھا کر بٹھانے کی کوشش کی' زیور کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اچانک اس نے زور زور سے اپنے ہاتھ بیڈ کی پٹی پر مارنے شروع کر دیے۔

"ہائے اللہ جی میرے ہاتھ ناپاک ہو گئے ہیں اس شیطان نے میرے ہاتھ پلید کر دیئے ہیں۔" وہ اپنے آپے میں ہی نہ تھی نتی نے اسے قابو کیا وہ پھر ہوش سے بیگانی ہو گئی' اسماء تیزی سے اٹھ کر فون کی طرف بڑھی اور اسفند کے نمبر ڈائل کرنے لگی بیل جا رہی تھی مگر کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا تنگ آ کر اس نے موبائل نمبر پر رنگ کیا اس دفعہ وہ مل گیا۔

"ہیلو۔" اسفند کے لہجے سے سرشاری ٹپک رہی تھی رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"اسفند تم نے تو اپنے ارمان پورے کر لیے مگر ہم اب کیا کریں وہ مسلسل کئی گھنٹوں سے بے ہوش پڑی ہے۔"

اسفند کا دماغ بھک سے اڑ گیا پہلے نتی اور اب یہ اسماء۔

"تمہارا مطلب کیا ہے آخر تمہاری کزن صاحبہ اتنی نازک ہیں تو انہیں سات پردوں میں چھپا کر رکھو کہیں سورج کی چمک اور پانی کی دھار سے وہ موم اور نمک سے بنی محترمہ بہہ ہی نہ جائے' نائی فٹ۔" اسفند بھی غصے میں آ گیا اور پوری قوت سے ریسیور کریڈل پر پٹخا' اس کی نس نس میں جیسے شرارے دوڑنے لگے تھے' اتنی بے اعتباری وہ آگ آگ ہو رہا تھا۔

"واہ اسفند نیازی یہ صلہ ملا ہے تجھے۔" وہ دیوار پر مکے برسانے لگا تسلی ہی نہیں ہو رہی تھی وہ کمرے میں ٹہلنے لگا اس کی بے ہوشی کو بھی بھول گیا' ساری رات وہ کروٹیں بدلتا رہا کسی پہلو قرار نہ تھا۔

ادھر زیور ساری رات ہذیان بکتی رہی۔

"امی ابی میں شیطانوں سے دور رہوں گی میرا وعدہ ہے آپ سے اب تو آپ مجھ سے ناراض نہیں ہوں گی۔" پھر وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنے لگی وہ دونوں بہت پریشان تھیں اور دعا کر رہی تھیں کہ وہ کل تک بالکل ٹھیک ہو جائے انہیں اگر پتا ہوتا کہ اسفند

کی ضد کے یہ نتائج نکلیں گے تو ہرگز وہ یہ پروگرام نہ بناتیں مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

اوپر والے کو شاید دونوں پر رحم آ گیا تھا دونوں تمام رات اس کے پاس بیٹھی رہیں صبح تک چار بجے کے قریب اسماء کی آنکھ لگی تو نتی بھی سو گئی کسی کی سسکیوں کی آواز سے نتی کی آنکھ کھلی وہ فوراً الرٹ ہوئی' زیور ہمیشہ کی طرح نماز پڑھ رہی تھی اور سلام پھیرنے کے بعد رو رہی تھی' نتی پھر سو گئی۔

بارہ بجے کے قریب وہ کسلمندی سے اٹھی اسماء پہلے ہی اٹھ کر جا چکی تھی وہ واش روم میں گھس گئی' زیور اپنی کتابیں پھیلائے پڑھ رہی تھی اس نے اطمینان کا سانس لیا اتنے میں جہاں آرا بیگم بھی آ گئیں۔

"ارے عالیہ زیور کا چہرہ تو دیکھو کیسا سرسوں کے پھول کی مانند ہو رہا ہے کل تو اچھا خاصا چھوڑ کر گئی تھی کیا ہوا ہے میری بچی۔" وہ فکر مندی ہو گئیں۔

"کچھ نہیں دادو آپ کا وہم ہے۔" آنسو پی کر وہ زبردستی مسکرائی تو اسماء اور نتی نے اطمینان کا سانس لیا۔

➔—➔➔—➔

گھر کی تمام خواتین تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں' عائشہ کو امریکہ سے آئے دو روز ہو چکے تھے' آج جہاں آرا بیگم نے بہوؤں سمیت پوتیوں کو بھی کہا تھا کہ ان سے مل آئیں زیور نے انکار کر دیا تھا لہٰذا سحرش' نتی اور اسماء ہی گئیں۔

اسفند اپنی امریکن پلٹ کزنز سے گفتگو کر رہا تھا تینوں کی آمد کا سرے سے نوٹس ہی نہیں لیا روکھا سا سلام کا جواب دیا اور پھر باتوں میں مگن ہو گیا' اسفند کی خالہ زنیرا تو پاکستان کا چکر لگاتی رہتی تھیں پر ان کی دونوں صاحبزادیاں پہلی بار پاکستان آئی تھیں۔

"میں سحرش ہوں یہ نتی ہے میرے تایا کی بیٹی اور یہ اسماء ہے میرے انکل کی بیٹی۔" سحرش نے خود ہی تعارف کروایا۔

"ہائے آئی ایم ماہم۔" اسفند کے ساتھ بیٹھی خوبصورت سی حسینہ نے بے نیازی سے تعارف کروایا۔

"میں ماریہ ہوں یہ میری بڑی بہن ہے۔" دوسری لڑکی خاصے تپاک سے ملی۔

وہ چاروں ہی آپس میں باتیں کرتی ہیں ماہم اسفند سے ہی شریک گفتگو رہی' تینوں کے دل اس کی طرف سے برے ہو چکے تھے۔

"توبہ کتنی مغرور لڑکی ہے ہائے آئی ایم ماہم۔" اسماء نے جل کر اس کی نقل اتاری۔

"میں تو آئندہ کبھی اس سے ملنے نہیں جاؤں گی آئی بڑی نواب کی بچی۔" نتی نے جوتے اتارتے ہوئے انہیں اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔

"ویسے چھوٹی بہن بہت اچھی ہے کتنی محبت سے ملی' ماہم کو دیکھا تھا کیسے اسفند کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور یہ اسفند کتنا بدل گیا ہے۔" سحرش نے آخری جملہ آہستہ سے کہا۔

"ہاں ویسے ہم نے اس کے ساتھ اچھا بھی تو نہیں کیا۔" نتی بولی۔

"وہ اسی سلوک کے قابل تھا۔" سحرش نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے اسے اسفند کا نظر انداز کرنا بری طرح کھل رہا تھا۔

—

زور و شور سے صفائیاں ہو رہی تھیں پردے بدلے جا رہے تھے بیڈ شیٹس اور کشن کور دھوئے جا رہے تھے' نئے سرے سے جھاڑ پونچھ ہو رہی تھی آخر کو زنیرا بیگم اور ان کی امریکہ سے آئی بیٹیوں کے اعزاز میں دعوت جو دی جا رہی تھی' عالیہ بیگم لڑکیوں کے سر پر کھڑی ہو کر تمام کام کروا رہی تھیں' ہر چیز تیار تھی' جہاں آرا بیگم نے سحرش سے کہا کہ زیور کو اچھے سے کپڑے پہنا کر تیار کر دیں کیونکہ زنیرا بیگم پہلی بار ان کے گھر آ رہی تھیں۔

وہ تینوں تو تیار تھیں بس زیور کا مسئلہ تھا جو اپنے کمرے میں گھسی ہوئی تھی اسماء اس کے کپڑے استری کر کے لے آئی تھی میرون ٹشو کی خوبصورت سی شرٹ پر سنہری کام بنا ہوا تھا ساتھ ٹشو کا چوڑی دار پاجامہ تھا اور آف وائٹ آرگنزا کا دوپٹہ تھا' عید پر یہ سوٹ زیور کے لیے بنوایا گیا تھا پر اس نے پہنا ہی نہیں

تھا اب اس سوٹ پر اسماء کی نظر پڑی تھی وہ یہی استری کرنے لے آئی تھی۔

"چلو پنو وہ لوگ آنے والے ہوں گے۔" اس نے کپڑے اسے تھمائے۔

"میں نہیں پہنوں گی بس یہی ٹھیک ہیں۔" وہ سادہ سوتی کپڑوں پر نظر دوڑا کر پرسکون ہو گئی۔

"یہ ٹھیک نہیں ہیں ناں' اسفند کی خالہ اور کزنز پہلی بار آرہی ہیں۔" نینی نے اب کی سخت لہجے میں سرزنش کی تو اس کا دل بھر آیا چپ چاپ کپڑے لے کر وہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی تو نینی ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکرا دی جیسے کہہ رہی ہو "دیکھا میرا کمال" کپڑے بدل کر وہ ست قدموں سے باہر نکل آئی سحرش نے الیکٹرک رولر سے اس کے اگلے بالوں کی ایک لٹ رول کی اور باقی بالوں کی بڑی نفاست سے چھپا دی۔

"یہ نہیں لگاؤں گی۔" میک اپ کے لوازمات کی طرف سحرش کے بڑھتے ہاتھ رک گئے' اسے یقین ہو گیا کہ اب کی بار وہ کامیاب نہیں ہو گی۔

"فار گاڈ سیک اس خوبصورت دوپٹے کو بکل کی طرح نہ لینا۔" نینی نے رعب ڈالا' دوپٹہ بار بار پھسل رہا تھا یہ مسئلہ پن لگا کر حل کیا گیا۔

"اب آ بھی جاؤ وہ لوگ آگئے ہیں۔" عالیہ بیگم نے اندر جھانک کر اطلاع دی اور انہیں باہر آنے کا اشارہ کیا۔

"آرہے ہیں مما آپ جائیں۔" اسماء نے انہیں مطمئن کیا۔

"پہنو تو فٹ۔" اسماء نے سنہری نازک سے کھسے اس کے آگے رکھے۔

"کتنی اچھی لگ رہی ہو۔" تینوں کی نگاہوں میں ستائش تھی۔

"دیکھو کسی سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے' سنبھل کر بات کرنا نروس نہ ہونا سب اپنے ہیں۔" ان کی ہدایات جاری تھیں۔

"تمہارا بنو تم کسی سے کم نہیں ہو۔" اسماء نے حوصلہ بڑھایا' ان کی ہمراہی میں وہ بھی قدم اٹھانے لگی' دروازے پر اس کے قدم ست پڑ گئے نینی نے اس کا بازو دبایا اور اندر داخل ہو گئی' زیور یک دم پیچھے بھاگ کھڑی ہوئی تینوں کو اندر داخل ہو کر اس بات کا علم ہوا بزرگ اور خواتین اپنی ٹولیاں بنائے بیٹھے تھے نوجوان نسل ذرا دور بیٹھی خوش گپیوں میں مگن تھی اسفند کا رویہ آج بھی اکھڑا اکھڑا تھا ماہم کی بے نیازی بھی ویسی تھی۔

"بیٹا زیور کہاں ہے؟" جہاں آرا کو اس کی غیر موجودگی کا احساس ہوا۔

"وادو وہ مصروف تھی۔" نینی نے بہانا گھڑا بھی تو کمزور۔

"جاؤ اسے لے کر آؤ۔" تائی نے سحرش کو اٹھایا تو وہ غصہ ضبط کرتی باہر نکلی زیور حسب معمول اپنے کمرے میں تھی پرانے حلیے میں' کپڑے وہ بدل چکی تھی اس کا غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا۔

"فوراً" بدلو کپڑے اور آؤ میرے ساتھ۔" زیور فرمانبردار بچے کی طرح اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگی پندرہ منٹ بعد وہ پھر سابقہ انداز میں تھی اب کے اس نے زیور کا بازو سختی سے تھاما اور اس کے اندر داخل ہونے تک خود باہر کھڑی رہی' سامنے ہی سب خواتین تھیں کچھ حوصلہ ہوا۔

"یہ ہے میری پوتی زیور" جہاں آرا کے انداز میں فخر سا تھا' عائشہ نے بڑی محبت سے پیشانی چومی زنیرا بڑے سرد انداز میں ملیں اس نے کسی چیز کو محسوس ہی نہیں کیا۔

"آؤ ماریہ اور ماہم سے ملواؤں۔" سحرش نے اسے آگے کیا وہ نظریں زمین میں گاڑے آگے بڑھی۔

"ہاؤ بیوٹی فل۔" ماریہ خود اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے برابر ہی بٹھالیا۔ اسفند گھر سے ارادہ لے کر چلا تھا کہ اس کی طرف نہیں دیکھنا' نہ نظروں اور دل کو بے اختیار ہونے دینا ہے پر اس پر نظر پڑتے ہی وہ سارے عہد بھلا گیا آج تو اس کی چھب ہی نرالی تھی وہ ہر روپ میں جدا لگتی تھی۔

زیور رول کی ہوئی لٹ کو بار بار کانوں کے پیچھے اڑسنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اس کی ایک ایک

حرکت اس کے اندرونی اضطراب کی غماز تھی کبھی انگلیاں چٹخانے لگتی خوا مخواہ ہاتھ موڑنے لگتی کبھی کلائی میں پڑی چوڑیاں گھمانے لگتی اور کبھی دوپٹہ درست کرنے لگتی اسفند بڑی ڈھٹائی سے اس کی تمام حرکتیں دیکھ رہا تھا اور نظروں کے راستے دل میں اس کا سہانا روپ اتار رہا تھا۔

تینوں نے ماریہ اور ماہم کو باتوں میں لگایا ہوا تھا تاکہ زیور کی طرف کسی کا دھیان نہ جائے اور اسفند پورے دھیان سے اس کا مشاہدہ کر رہا تھا اچانک ماریہ نے اپنے برابر سے زیور کو اٹھا کر اسفند کو بٹھا دیا۔

"دیکھیں کتنی زبردست جوڑی ہے۔" ماریہ کی خوشی دیدنی تھی وہ زیور کے برابر بیٹھ گئی۔

"اسفند بھائی زیور پیاری ہے ناں' آپ نے اسے کہاں دیکھا تھا؟" اس کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"کیا میں ہینڈسم نہیں ہوں شکر کرو انہیں مجھ جیسا لڑکا مل گیا۔" اس نے عجیب ہی جواب دیا۔

چوم لیتی ہیں کبھی لب تو کبھی رخسار
تم نے زلفوں کو بڑا سر پہ چڑھا رکھا ہے

اسفند نے اس کے کان میں شعر پڑھا وہ کھسک کر پرے ہو گئی۔

"میں جا رہی ہوں۔" "آتا" "آتا" وہ باہر تھی۔

زیور کا دل جیسے حلق میں دھڑک رہا تھا۔

"کس قدر قریب تھا وہ لوفر وحشی انسان۔"

ماہم بہت بے زار لگ رہی تھی کھانے کے بعد اسفند اس امید پر بیٹھا رہا کہ شاید وہ پھر آئے مگر اسے نہ آنا تھا نہ آئی ماریہ کو بہت اچھی لگی تھی زیور' وہ تھوڑی دیر بعد اسے ڈھونڈتی اس کے پاس پہنچ گئی پھر بہت جلد ہی تکلف کی دیوار گر گئی ماریہ اس سے چند سال ہی بڑی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

یہ دوریاں نزدیکیاں بنتی نہیں اوہ صنم
آبھی جاؤ تم

اسفند اندھیرا کیے میوزک سن رہا تھا' وارث بیگ کی پرسحر آواز ماحول سے پوری طرح ہم آہنگ تھی' بار بار زیور کا نروس انداز اور گھبرایا سراپا بے چین کر رہا تھا' یوں لگ رہا تھا وہ اسی کمرے میں اپنی خوشبو چھوڑ گئی ہے' اس کی گھبراہٹ کر کے اسفند کے جذبوں کو اور ہوا دے رہے تھے پر وہ کچھ بھی نہ سمجھتی تھی ایک دفعہ بھی تو اس کے جذبوں کی پذیرائی نہیں کی تھی عام لڑکیوں سے وہ کتنی الگ تھی اب ان کے درمیان ایک اٹوٹ رشتہ جڑ چکا تھا پر بالکل بھی اس کا احساس نہ تھا۔

بہت ساری لڑکیوں میں سے اسفند نے اسے چنا تھا اسے تو اس بات پر ناز کرنا چاہیے تھا کہ اسفند جیسے لڑکے نے اسے چنا ہے ناز کرنا تو کجا وہ اس سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی تھی یہ عام لڑکیوں والی شرم و حیا ہرگز نہیں تھی' سوچتے سوچتے جانے کب وہ نیند کی وادیوں میں اترا۔

*_*_*

"عائشہ تم نے مجھے انفارم کیے بنا اسفند کا رشتہ طے کروا دیا وہ بھی اس پینڈو اور عجیب سی لڑکی سے۔" زنیرا بہن پر گرج رہی تھیں اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی شرمندہ ہو گئیں۔

"بڑی آپا یہ اسفند کی ضد تھی۔"

"آنٹی اسفند کی ضد آپ کے آگے کیا حیثیت رکھتی ہے۔" یہ ماہم تھی بگڑے بگڑے تیوروں سمیت' دونوں طرف سے ان پر گولہ باری ہو رہی تھیں۔

"مما دیکھا تھا آپ نے اسے جاہلوں کی طرح بے ہو کر رہی تھی سوسائٹی میں کیسے اس کے ساتھ موو کرے گی ہونہہ جاہل گنوار۔" ماہم نے نفرت سے اپنی ستواں ناک سکیڑی۔

"لگتا ہے کسی جنگل سے اٹھ کر آئی ہے۔" زنیرا نے ایک اور تیر چلایا۔

"آنٹی مجھ میں کیا کمی تھی اسفند کو میں نظر نہیں آئی۔" ماہم نے منہ پھاڑ کر کہہ ہی دیا' عائشہ بہن کی محبت کے آگے مجبور تھیں۔

"آپا اب کیا ہو سکتا ہے اب تو دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔" انہوں نے بے بسی ظاہر کی۔

"تو بھلا ضرورت کیا تھی اسفند کی باتوں میں آنے کی۔" زنیرا نے پھر انہیں لتاڑا وہ کان بند کیے بیٹھی

رہیں۔

→—→—→

"تم ابھی تک سوئی نہیں۔" گاڑی لاک کر کے اندر بڑھتا اسفند ماہم کو لان میں ٹہلتے دیکھ کر حیران ہوا پھر اچانک گھڑی کی سوئیوں پر اس کی نظر پڑی بارہ بج چکے تھے "اتنی رات کو وہ بھی سخت سردی میں شب خوابی کا لباس پہن کر ٹہلنا اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔

"نیند ہی نہیں آرہی تھی۔" وہ مسکرائی۔

"چلو اندر بیمار پڑ جاؤ گی۔" اسفند نے اسے اشارہ کیا وہ پیچھے پیچھے اس کے بیڈ روم میں آگئی اور اسفند کپڑے بدلنے واش روم میں گھس گیا گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد وہ بہت فریش اور تازہ دم تھا' گنگناتے ہوئے باہر نکلا تو وہ ہیٹر کے آگے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ممی اور آنٹی سو گئی ہیں۔" وہ بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں کب کی میں بور ہو رہی تھی ماریہ بھی جلدی سو جاتی ہے ناں۔" ماہم نے مجبوراً بتائی "اسفند بھی فلور کشن پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"بڑا پرسکون سا ماحول ہے۔" ماہم نے اس کے کمرے کی تعریف کی۔

"تھینک یو۔" وہ مسکرایا پھر ان کے درمیان لمبی باتیں چھڑ گئیں "اسپائس گرلز کی میوزک البم ٹوپی موور کی موویز اور ہالی ووڈ کے ستاروں کی ماہم کی ساری باتیں ان ہی کے گرد گھوم رہی تھیں اسفند بور ہو گیا تھا اسے شدید نیند آرہی تھی ماہم کو بھی شاید اس پر ترس آگیا تھا۔

"اچھا میں جا رہی ہوں مجھے بھی نیند آرہی ہے۔" ماہم نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی "اسفند کی نظریں اس کے سراپے پہ ٹک گئیں "کالے رنگ کی انتہائی باریک اور نفیس سی نائٹی پہنی ہوئی تھی وہ گلا انتہائی بڑا "آستینیں ندارد اس کی گوری بے داغ جلد روشنیاں بکھیر رہی تھی۔

"گڈ نائٹ۔" وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی "اس نے اٹھ کر دروازہ لاک کیا اور لائٹ بند کر کے بیڈ پر آگیا"

زیور اور ماہم کے متضاد رویے اس کی سوچوں میں ہلچل مچا رہے تھے' زیور اکیلے میں اس کے سامنے سہمی ہوئی چڑیا لگ رہی تھی بار بار خود کو ڈھانپ رہی تھی اور ماہم دھڑلے سے تنہائی میں کئی گھنٹے اس کے ساتھ اس حلیے میں بیٹھی رہی ہر موضوع پہ آزادانہ بحث کرتی رہی اور ایک وہ تھی' جس کی سانس اسفند کو دیکھتے ہی اٹک جاتی تھی' اس کی گرم نظروں کی آنچ سے پگھلتی ہی نہیں تھی نہ اس کا جنون اس پر اثر انداز ہوتا تھا نہ اس کے گمبھیر لہجے کے جادو میں وہ آئی تھی نہ اس کی مردانہ وجاہت کے سحر میں وہ گرفتار ہوئی تھی اور ماہم کیسے اس کے بازوؤں کو چھو کر اس کی تعریف کرتی تھی اس کی ڈیشنگ پرسنالٹی ہیئر اسٹائل' فٹنس' لمبے چوڑے کسرتی جسم اور آنکھوں کی دل موہ لینے والی چمک کو بے باکانہ سراہتی تھی۔ زیور بات کرنا تو در کنار اس پہ نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔

"کیا بنے گا میرا زیور اسفند۔" وہ خود سے بولا اور تکیہ دوہرا کر دیا۔

"آخر کیا بات ہے تم میں جو میں اپنے ہوش گنوا بیٹھا ہوں تم نے کیسا سحر پڑھ کر مجھ پر پھونکا ہے کہ تمہارے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا تم میری رگوں میں خون کے ساتھ گردش کرنے لگی ہو اتنی انجان اور ظالم کیوں ہو کیسی لڑکی ہو تم جس پر میری محبت اثر ہی نہیں کرتی حالانکہ کوئی اور ہوتا تو اب تک میری وجاہت اور وارفتگی پر ایمان لا چکا ہوتا تم شاید پتھر ہو یا پھر نرم اور کومل جذبوں سے انجان ہو' اتنا گریز' گھبراہٹ کیوں' میں کوئی غیر تو نہیں ہوں' تمہیں اپنا کر بھی ایک اجنبی سا خوف کیوں ہے؟ تمہیں ان فاصلوں کو قربت میں بدلنا ہوگا کب تک آخر کب تک؟"

وہ یکایک باغی ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا کمرے میں مکمل اندھیرا تھا اسے پیاس لگ رہی تھی ٹیبل لیمپ جلایا تو اندھیرا ختم ہو گیا اسفند نے ہاتھ بڑھا کر جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور وہ گلاس غٹاغٹ چڑھا گیا اس کی نیند ہی اڑ چکی تھی۔

——*

احمد اور ریحان کی ماؤں نے شادی کی تاریخ لینے

کے لیے "وجاہت منزل" کے چکر لگانے شروع کر دیئے تھے' ممی اور اسماء دونوں کی نسبت اپنے اپنے خالہ زاد سے طے ہو چکی تھی' دونوں کا فائنل ایر مکمل ہونے کے بعد شادی متوقع تھی گھر میں تو پہلے ہی سے تیاریاں شروع ہو چکی تھیں' جس روز شادی کی تاریخ طے ہوئی تیاریاں عروج پر پہنچ گئیں آئے دن بازاروں کے چکر لگتے گھر میں جوڑے اور دوپٹے ٹانکے جاتے ایک ہنگامہ سا مچا ہوا تھا دوسرے شہروں اور ملکوں سے بھی مہمان پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

جہاں آرا نے انگلینڈ فون کر کے ثمینہ بیگم کو اطلاع کر دی تھی اور لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیا تھا کہ ارسلان کی بچی ان کے پاس ہے' ثمینہ بیگم کو یہ بات اچھی نہیں لگی تھی پر انہوں نے اس پر دھیان نہیں دیا۔

شادی میں ایک ہفتہ باقی تھا کہ فائزہ اور فرحان کے ہمراہ وہ آگئیں' سب نے ہاتھوں ہاتھ لیا پر ان کا رویہ زیور کے ساتھ حیران کن تھا۔

"یہ تمہاری دوسری مما اور بہن بھائی ہیں۔" سحرش نے اسے بتایا تھا نورالعین نے اگرچہ اسے بتایا تھا کہ اس کے باپ نے دوسری شادی بھی کی تھی پر آج روبرو پہلی ملاقات تھی' نورالعین سے شادی کے بعد ارسلان انہیں اکیلا چھوڑ کر لوٹ آئے تھے' صرف تین ماہ بعد انہوں نے ثمینہ سے شادی کر لی' زیور اور فائزہ کی عمر میں چند ماہ کا فرق تھا "البتہ فرحان زیور سے دو سال چھوٹا تھا دونوں نے کسی خاص تپاک کا مظاہرہ نہیں کیا۔

"جیسی ماں ویسی بیٹی اس نے بھی عبادت کا رعب ڈال کر ارسلان کو قابو کیا تھا اب بیٹی بھی مولوی بنی پھر رہی ہے۔"

اصل میں ان سے یہ خبر ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی کہ زیور کا نکاح اسفند سے ہو چکا ہے' زیور کا اسفند کے ساتھ رویہ بھی ان کی عقابی نگاہوں سے چھپ نہ سکا۔

—•—•—•

احمد اور ریحان کے گھر سے آج مہندی آئی تھی' لان میں ہی تمام انتظام کیا گیا تھا۔

"دیکھو زیور میری مہندی ہے' اچھے سے کپڑے پہننا۔" اسماء نے لجاجت سے کہا تو وہ مسکرا دی' اور بالا خر اس کے آگے اسے ہار ماننی پڑی پیشانی تک دوپٹہ اوڑھے بغیر کسی آرائش کے وہ بہت سادہ لگ رہی تھی سحرش نے دیکھا تو سر پیٹ لیا کہ "اتنے اچھے سوٹ کا یہ حشر کیا ہے" زیور نے دھیان ہی نہیں دیا اور کاموں میں لگی رہی اس کا ارادہ تھا جب مہندی آئے گی تو وہ اندر چلی جائے گی کیونکہ مہندی لے کر آنے والوں میں لڑکے بھی ہوتے پر اسے موقع ہی نہیں ملا' پنڈال بھر چکا تھا' لڑکے لڑکیاں سب جمع تھے' وہ انتہائی پریشانی کے عالم میں تھی کہ اچانک اسے احساس ہوا کہ کوئی بڑے غور سے اسے دیکھ رہا ہے وہ کھوجنے لگی اور پھر ساکت سی ہو گئی' وہ جو کوئی بھی تھا نظروں میں حیرت کا جہاں آباد کیے ہر طرف سے بے نیاز ہو کر اسے دیکھ رہا تھا' وہ خواتین کی اوٹ میں ہو گئی خود پر نفرین کرنے لگی کہ وہ یہاں رکی ہی کیوں کیا اس کی یہی حیثیت رہ گئی تھی کہ ہر ایرے غیرے کی نظر اس پر پڑے غم و غصے سے اس کا دل جلنے لگا وہ سب سے آخری رو میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی اس کے آگے ایک جم غفیر تھا وہ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی چادر نما دوپٹہ مزید آگے کر لیا تھا۔

رات گئے جا کر کہیں ہال خالی ہوا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا وہ اٹھنے لگی تھی کہ اسماء نے زبردستی اسے بٹھا لیا اب سب اپنے گھر والے تھے' ماہم اور ماریہ بھی ادھر رک رہی تھیں' شادی کی تمام رسموں کو انہوں نے بڑا انجوائے کیا' ماریہ نے سب کے ساتھ ٹپے گانے کی ناکام کوشش کی۔

"چلو سحرش چائے پلواؤ۔" علی "شعر اور اسفند ادھر ہی چلے آئے تینوں کئی روز سے شادی کے کاموں میں پیش پیش تھے پر آج ہر روز سے زیادہ مصروفیت تھی' اس لیے تھکن بھی زیادہ تھی "اسفند گھاس پر بچھائی گئی دری پر ہاتھوں کا تکیہ بنا کر لیٹ گیا علی نے اس کے سینے کو تکیہ تصور کرتے ہوئے سر اس پر رکھ دیا اور ٹانگیں پسار لیں اسفند نے فوراً "ے" پٹخ کر اس کا سر جھٹکا اور پرے ہو گیا' سحرش اور علینہ چائے لے آئیں اور

سب کو سردی کی سخت سردی میں گرم گرم بھاپ اڑاتی چائے مزا دے گئی' اچانک اسماء نے رونا شروع کردیا نتی کیوں پیچھے رہتی زور و شور سے اس کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا۔

"ہائیں یہ برسات کس خوشی میں ہو رہی ہے۔" اسفند اٹھ کر دونوں کے پاس آگیا اور دونوں نے اس کے گلے لگ کے رونا شروع کردیا۔

"یہ مگرمچھ کے آنسو نہ بہاؤ سب پتا ہے مجھے۔" اس نے بھڑوں کے چھتے میں گویا ہاتھ ڈال دیا' اسماء نے اس کے گھنے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"ارے ظالم حسینہ چھوڑو بے چارے ریحان اور احمر کا کیا بنے گا مجھے تو ترس آرہا ہے۔" وہ بال چھڑا کر دور ہوگیا ماحول کی اداسی یک دم چھٹ گئی سب ہنسنے لگے۔

"چلو گانے گاتے ہیں۔" اشعر نے ڈھول اپنی طرف گھسیٹا اور مقابلے کا اشارہ کیا علی کی باری پہلی تھی۔

ہوسکے تو میرا اک کام کرو

وہ بڑے سر اور موڈ میں تھا فرحان نے girl I am barbie سنایا' ڈھول اور دف کے ساتھ انگلش گانا خوب جچا' ماہم نے "Wanna be" سنایا اس کا لب و لہجہ بھی امریکن — تھا اس لیے گانا کانوں کو بڑا بھلا لگا' سب کا خیال تھا کہ اسفند بھی انگلش سنائے گا پھر اس نے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

پلائی پیا چک زلفاں وا پلا
بدلی وچ لکیا اے چن کتوں واللہ
نظر نہ تو ہے ویکھنا چاوے
سوہنے مکھ نوں دل میرا اچھلا

تالیوں کی آواز میں ترنگ سا تھا اشعر میز بجا رہا تھا اب' دف کی آواز خوبصورت تا تر دے رہی تھی اسفند کی شوخ نگاہیں زیور کو جیسے کچھ جتا رہی تھیں۔

ہلیا میں خیا تو روپ ودا اے گہنا
اے ناوی چنگائی اوہ کھڑے تے رہنا

ہٹ جا کیوں دیویں دکھ نظر نہ تو ہے لکھ
ہووے نہ اج میرے دل نوں تسلا

"اسفند اور پنجابی گانا امیزنگ۔" اشعر نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"کیا موقع کی مناسبت سے سونگ گایا ہے۔" نتی نے ایک نظر زیور کے تپتے چہرے پر ڈال کر اسے داد دی' چار بجے جا کر وہ کہیں اٹھے زیور تو کوئی نیند بھی پوری کرچکی تھی کیونکہ وہ پہلے ہی اٹھ کر جاچکی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆

نتی اور اسماء کیا گئیں گویا اپنے ساتھ رونقیں بھی سمیٹ کرلے گئیں اب تو تھوڑی سی دیر کے لیے آئی تھیں' فائزہ اور فرحان ثمینہ سمیت واپس جاچکے تھے کیونکہ ان کی تعلیم کا حرج ہو رہا تھا' ثمینہ نے وعدہ کیا تھا وہ چھٹیوں میں بچوں کو لے کر ضرور پاکستان آئیں گی۔

"السلام علیکم۔" زیور کو ابھی اطلاع ملی تھی کہ نتی آئی ہوئی ہے وہ دوپٹہ درست کرتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور سلام کیا نتی نے محبت سے گلے لگایا ریحان نے سر پر ہاتھ پھیرا اور ارسل اسے دیکھے جارہا تھا وہ حیران تھا' اسے یہاں دیکھ کر اپنی بصارتوں پر یقین نہیں آرہا تھا زیور اس کی آمد سے بے خبر تھی نتی نے تعارف کرایا تو ہوش میں آئی پھر وہاں رکی نہیں۔

نتی ارسل کے سامنے شرمندہ سی ہوگئی۔

"اصل میں میری یہ کزن زیادہ مکس اپ نہیں ہوتی لوگوں سے۔" اس نے شرمندگی مٹائی۔

@ @ @ @

"بھائی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔" سونیا کو یقین نہیں آرہا تھا۔

"سو فیصد سچ۔" ارسل کو اس کی حواس باختگی پر ہنسی آگئی۔

"وہ لڑکی کہاں رہتی ہے کیا نام ہے کیا کرتی ہے آپ کو کیسے ملی؟" سونیا نے ایک ہی سانس میں تابڑتوڑ سوالات کرنے شروع کردیے۔

"وجاہت منزل میں رہتی ہے ریحان کی شادی میں اسے دیکھا تھا اور شاید پڑھتی ہے کیونکہ خاصی چھوٹی

ہے۔" ارسل نے اطمینان سے جواب دیے۔

"میں مما کو بتانے جارہی ہوں۔" وہ باہر بھاگی' تھوڑی دیر میں پورے گھر کو خبر ہوگئی کہ ارسل کو اپنے خوابوں کی حسینہ مل گئی ہے۔

"بھائی جلدی سے ہمیں ان کے گھر لے جائیں ناں۔" سونیا بہت بے تاب تھی۔

"ہاں اب تو جانا ہی پڑے گا کیونکہ رشتہ تو تم ہی لوگوں نے مانگنا ہے۔" وہ خوبصورت سے احساس میں گھر کر مسکرایا اسے اپنی منزل بہت نزدیک نظر آنے لگی تھی ریحان کو بھی بتادیا تھا وہ بہت خوش ہوا تھا اور بے تاب بھی تھا آخر وہ لڑکی کون ہے جو ارسل جیسے بندے کو تسخیر کرگئی ہے۔

ارسل ریحان کا بہترین دوست تھا دونوں گھرانوں کے آپس میں اچھے تعلقات تھے' ارسل نے بالا ہی بالا سرپرائز دینے کے چکر میں نتی اور ریحان کو ہر بات سے لاعلم رکھا تھا زیور کا منفرد سا نام ارسل کے دل پر جیسے نقش ہوگیا تھا۔

☆—☆—☆

گرے ہنڈا سوک سے اترنے والی گریس فل سی خاتون اور پیاری سی لڑکی زیور کے لیے اجنبی تھیں' اتفاق سے زنیرا' ماہم' عائشہ' اور ماریہ ان کے یہاں چائے پر مدعو تھے' سب لان میں بیٹھے گپیں لگا رہے تھے' نور بیگم کو جب علم ہوا کہ یہ ریحان کے دوست کی ماں اور بہن ہیں تو وہ الرٹ ہوگئیں اور ان کی بڑی خاطر مدارات کی' سونیا کو بھی زیور بہت پسند آئی تھی آئندہ ملنے کا وعدہ لے کر اور زیور کو اپنے ہاں آنے پر بہت اصرار کرکے گئیں۔

سونیا نے بڑی محبت سے سحرش اور زیور کو اپنی سالگرہ پر بلایا تھا خود گھر آکر کارڈ دیا تھا' زیور نے حسب معمول انکار کیا۔

"ارے بچے' بچی نے اتنی محبت سے بلایا ہے پھر نتی کے میاں کے دوست کی بہن ہے وہ۔" جہاں آرا نے محبت سے رام کیا تو اسے ماننے ہی بنی۔

"زیور نہیں آئی۔" سونیا بڑی بے تابی سے گیٹ پر ٹہل رہی تھی سحرش کو دیکھا تو اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔

"یہ ہے تمہاری زیور۔" سحرش نے اسے آگے کیا' سونیا بہت خوش تھی۔

ارسل بھی بے تابی سے منتظر تھا' سونیا سے نگاہوں ہی نگاہوں میں سوال کیا تو اس نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا وہ بھی مطمئن ہوا کہ وہ آتو گئی ہے' سالگرہ کا تو بہانا تھا سونیا نے بھائی کی فرمائش پر یہ سالگرہ صرف اور صرف زیور کے لیے ارینج کی تھی' انہیں لاکر ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور کوئی بھی مہمان نہیں تھا۔

"سونیا ابھی اور مہمان نہیں آئے۔" سحرش پوچھ بیٹھی۔

"میں نے صرف آپ دونوں کو انوائٹ کیا ہے۔" اس نے بتایا' اتنے میں نغمہ بیگم بھی چلی آئیں ساتھ ارسل بھی تھا وہ بے چین سی ہوگئی۔

"مس زیور آپ تو کچھ لے ہی نہیں رہی ہیں۔" ارسل اسے مخاطب کرنے کی جرات کر ہی بیٹھا' اس کے ہاتھ سے گھبراہٹ میں پلیٹ ہی چھوٹ گئی سحرش نے نظروں میں اسے ملامت کی۔

"کھا نہیں جائے گا تمہیں۔" موقع ملتے ہی اس نے زیور کو ڈانٹا' وہ سونیا اور نغمہ کے تمام سوالات کا جواب ہوں ہاں میں دے رہی تھی۔

گھر واپس آتے ہی اسفند سے ٹاکرا ہوگیا۔

"کہاں گئی تھیں تم لوگ۔" وہ استفسار کر رہا تھا۔

"وہ ارسل ہے ناں ریحان بھائی کا دوست اس کی بہن کی سالگرہ تھی ادھر گئے تھے۔" سحرش نے ہی جواب دیا۔

"مقام حیرت ہے۔" اسفند نے کندھے اچکائے کیونکہ زیور کہیں بھی نہیں آتی جاتی تھی۔

♥—♥—♥

اسفند نے دونوں نئے شادی شدہ جوڑوں کو اپنے فارمز کی سیر کی پیش کش کی تھی وہ سال میں ایک بار وقت نکال کر جاتا ضرور تھا اس کی ساری تھکن اتر جاتی تھی' گو سفر بہت طویل اور کافی دشوار گزار تھا' طے پایا کہ نتی' اسماء' ریحان اور احمر کے ساتھ وہ سب بھی جائیں گے' انہوں نے بہت انکار کیا پر وہ چاروں نہیں

مانے یوں وہ سب بھی جا رہے تھے' علینہ' سحرش' اشعر' ماریہ' ماہم اور اسفند سب بہت پرجوش ہو رہے تھے' جہاں آرا بیگم نے سب کی ضد پر زیور کو بھی جانے پر آمادہ کر لیا تھا اسفند نے ہی ریحان اور احمر کے ذریعے تینی اور اسماء سے سفارش کروائی تھی۔

اشعر نے تیسری بار ہارن دیا سب گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے' اسفند کا انتظار تھا جو آ کے ہی نہیں دے رہا تھا تین گاڑیاں ان کی تھی اور جو تھی اسفند کی' ماہم' ماریہ' زیور اور علی اچھے خاصے پریشان بیٹھے تھے کیونکہ سیٹوں پر کافی جگہ خواتین کے پھکڑ نے گھیری ہوئی تھی ایک اسفند کی گاڑی خالی تھی ماریہ مسلسل جگہ کی تنگی کی شکایت کر رہی تھی ماہم تو مزے سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی چیونگم چبا رہی تھی ماریہ کے تو پیر بھی پھکڑ پر تھے اس کی شکایت بجا تھی اسفند کو آتا دیکھ کر ریحان گاڑی سے باہر نکل آیا وہ گاڑی نکال کر سڑک پر لے آیا تھا۔

"زیور تم ذرا باہر آؤ۔" ریحان نے کھڑکی بجائی تو وہ فوراً اتر آئی۔

"گاڑیاں تنگ ہے تم لوگوں کے وزن سے زیادہ تو تمہارے بیگ ہیں ایسا کرو ادھر بیٹھ جاؤ۔" ساتھ ہی اس نے اشعر اور علی کو روانگی کا سگنل دیا اور خود بھی جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گیا تینوں گاڑیاں زن سے نکل گئیں زیور حیران پریشان سی بیٹھی رہ گئی' اسفند نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ان کے پیچھے روانہ ہو گیا' زیور گود میں رکھے ہاتھوں کو مسلسل دیکھ رہی تھی' وہ گاہے بگاہے ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتا تھا' اس کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ اس کے قریب ہے' ایک گھنٹہ ہو گیا تھا انہیں سفر کرتے ہوئے پھر بھی کوئی بات تک نہ ہوئی تھی تنگ آ کر اسفند نے ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا گلوکار کی شریر سی آواز باہر کے خوبصورت نظاروں کے ساتھ شامل ہو گئی۔

یہ جو چلمن ہے دشمن ہے ہماری' کتنی شرمیلی ہائے' کتنی شرمیلی دلہن ہے ہماری
کیسے دیدار عاشق تمہارا کرے' رخ روشن کا کیسا نظارا کرے' ہاں اشارہ کرے۔
پکارا کرے۔
یہ جو آنچل ہے شکوہ ہے ہمارا' کیوں چھپاتا ہے چہرا یہ تمہارا۔
یہ جو چلمن ہے۔

کیا بر محل گانا تھا اسفند کے لبوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ در آئی۔

"دیکھیں زیور میرے ساتھ بات کریں ورنہ میں اس رقیب کو ہٹا دوں گا۔" اسفند نے اس کی چادر کی طرف اشارہ کیا تو وہ دہل گئی اور سر اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوئی نظریں ملنے پر اسفند نے اسے اشارہ کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔

"کیا میں بہت برا ہوں۔" اس نے معصومیت کی انتہا کر دی۔

"ہاں۔" زیور کا سر بے اختیار ہلا تو وہ ہنستا چلا گیا۔

"ابھی میں نے آپ کے ساتھ کوئی گستاخی نہیں کی ہے جب کروں گا تو بے شک برا کہیے گا۔" اسٹیئرنگ دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے اسفند نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی تو وہ سمٹ گئی۔

"آپ مجھ سے صبر نہیں ہوتا پیپرز کے بعد میں مما سے رخصتی کے بارے میں بات کروں گا پھر ایک پل کے لیے بھی تمہیں خود سے دور نہیں کروں گا جانم۔"

وہ سنجیدگی سے اتر گیا۔

"دیکھیں میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کریں۔" وہ بے طرح گھبرا گئی۔

"مجھے تو ایسی باتیں ہی آتی ہیں۔" اس کا اطمینان قابل دید تھا اب ایک ویران سا علاقہ شروع ہو گیا تھا سڑک پر دونوں طرف بلند و بالا پہاڑ تھے' شام ڈھلنا شروع ہو گئی تھی آگے راستہ جا بجا خراب اور ٹوٹا پھوٹا تھا مسلسل ڈرائیو کرتے ہوئے پانچ گھنٹے سے اوپر ہو چلے تھے' ایک پرسکون سی جگہ دیکھ کر اسفند نے گاڑی روکی زیور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے تھک گئی تھی' چادر اس کے چہرے سے ڈھلک گئی تھی۔ بالوں کی الجھی لٹیں اس کے رخساروں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھیں بے اختیار اسفند کا دل چاہا اس کی شریر لٹ کو پیچھے دھکیل دے شاید وہ ایسا کر گزرتا پر زیور

سنبھل کر بیٹھ گئی۔

موسم ابر آلود تھا گہرے بادلوں کی وجہ سے یکایک اندھیرا چھا گیا تھا اب منزل قریب تھی اسفند سنبھل سنبھل کر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا' ان سے پہلے وہ سب پہنچ چکے تھے اور اپنی اپنی تھکن اتارنے میں مصروف تھے وہ بھی ڈھیر ہو گیا سب ہلی ہلی ہنسی ہنس رہے تھے۔

"کیسا گزرا سفر؟" اسماء نے چھیڑا۔

"اے ون فرسٹ کلاس۔" وہ مسکرایا' ماہم گھوم پھر کر ریسٹ ہاؤس کا جائزہ لے رہی تھی۔

یہ ریسٹ ہاؤس اسفند کے ڈیڈی نے تعمیر کروایا تھا کچھ فاصلے پر فارمز میں کام کرنے والے ملازمین کے گھر تھے' ریسٹ ہاؤس چاروں اطراف سے خوبصورت مناظر میں گھرا ہوا تھا سامنے بلند و بالا پہاڑ' دائیں طرف قدرتی چشمے پیچھے کی طرف ہزاروں ایکڑ پر پھیلے ہوئے فارمز کا سلسلہ اور بائیں طرف پھلوں کے باغات' پورا علاقہ قدرتی حسن سے مالا مال تھا۔

تمام ملازمین ان کی آمد کی اطلاع پاتے ہی الرٹ ہو گئے تھے اور باری باری اسفند سے حال احوال معلوم کر رہے تھے ان کی کوشش تھی کہ لگے ہاتھوں اپنے مسائل ابھی بتا دیئے جائیں' اسفند نے وعدہ کیا کل وہ ان کی شکایات سنے گا' بہادر گرم گرم چائے لے آیا تھا اب بھوک شدت سے ستا رہی تھی پر بہادر کی اطلاعات کے مطابق کھانے میں کچھ دیر باقی تھی' موسم ایک دم غضب کا ہو گیا تھا تیز ہواؤں سے کھلے دروازے اور کھڑکیاں بجنے لگے تھے' درخت پرشور آواز سے ہل رہے تھے اس پر مستزاد یہ کہ بجلی چلی گئی اس دور افتادہ علاقے میں موسم کا کچھ پتا نہیں چلتا تھا کب بدل جائے سردیوں میں قیامت کی سردی پڑتی تھی اور بارش ہوتی تو بجلی کئی کئی دن غائب رہتی تھی اس وقت بھی یہی ہوا' موسلا دھار بارش ہو رہی تھی لائٹ ندارد اور سردی بھی شدید تھی مگر عمارت کو گرم رکھنے کا انتظام معقول تھا۔

بہادر کی چھوٹی بیٹی ورشے نے آتش دان میں مزید لکڑیاں ڈالیں اور کینڈل لائٹ جلا کر الماری پر رکھی تاریکی ختم ہو گئی سحرش اور ماریہ بہت خوفزدہ تھیں'

سحرش کو تو وہ کرا انگلش فلم یاد آ رہی تھی جس میں بالکل ایسی سچویشن اور ماحول تھا اچانک کہیں سے ایک خوفناک بلا نمودار ہو کر وہاں پناہ لینے والوں کو ختم کر دیتی ہے سحرش کی تصویر کشی پہ ماریہ چیخ پڑی۔

"کیا ہوا ہے؟" سب جو اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔" دونوں نے ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

ماریہ نے حرف بہ حرف کہانی سنائی اور اپنے خدشے بھی بتائے۔

"بے وقوفو! ڈرنے کی کیا بات ہے' یہ موسم یہاں کے لوگوں کے لیے عام سا ہے یوں بھی میں خود جا کر گیٹ اور دوسرے دروازے بند کروا تا ہوں آپ بے فکر رہو۔" اسفند باہر نکل گیا۔

سب نے ڈٹ کر کھانا کھایا یوں بھی بہت مزے دار تھا' کمرا گرم تھا سب خوش گپیوں میں مگن تھے کوئی بیڈ پر کوئی فلور کشن پہ کوئی کارپٹ پہ اور کوئی آتش دان کے قریب براجمان تھا' سب کو اب جمائیاں آ رہی تھیں تمام دن کا تھکا ہارا جسم اب آرام مانگ رہا تھا بہادر کی بیوی گل خانم نے سب کے کمروں تک ان کی رہنمائی کی۔

اسفند پوری عمارت کا ایک چکر لگا کر باورچی خانے میں گل خانم کے پاس آیا اور ایک گلاس گرم دودھ اپنے کمرے میں لانے کی ہدایت کی وہیں کھڑے کھڑے بہادر ورشے کی شادی کی بابت بتانے لگا تب تک گل خانم دودھ اس کے کمرے میں چھوڑ آئی تھی دروازے اچھی طرح بند کرنے کی ہدایات دے کر وہ واپس کمرے میں آیا اور دروازہ بند کیا کوٹ اتار کر پرے پھینکا شرٹ کے بٹن کھولتے کھولتے ایک مانوس سے احساس کے زیر اثر وہ بے اختیار گھوما آتش دان کے بائیں طرف کرسی میں دبکی ہوئی یقیناً' زیور تھی کسی کو اس کا دھیان ہی نہ تھا سب نیند اور تھکن سے بے حال تھے اسے اٹھانے کا کسی کو خیال ہی نہ تھا یوں بھی وہ نیند کی کچی تھی کرسی پہ بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی' موم بتی کی کمزور سی لو تاریکی ختم کرنے کی ناکام سی

کوشش کر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ بے اختیار ہوتا اسے پکار بیٹھا۔

"زیور زیور۔" وہ کرسی کے قریب جھکا تو وہ ایک دم بدحواس ہو گئی اور کرسی سے گرتے گرتے بچی ادھر ادھر دیکھا کوئی بھی نہ تھا اس کی روح آنکھوں میں سمٹ آئی۔

"تمہیں میں آپ کو آپ کے کمرے تک چھوڑ دوں۔" اسفند کا لہجہ تھکا تھکا تھا۔

--*

آج بارش تو نہیں ہو رہی تھی پر بادل ہنوز موجود تھے اسفند سب کو باغات کی سیر کرانے لایا تھا' بادلوں سے ڈھکے آسمان کے نیچے پھل اور پھول سبزے میں چھپے' درخت اور بلند و بالا پہاڑ اپنی الگ ہی چھب دکھلا رہے تھے' سب بے فکرے انجوائے کر رہے تھے ماہم اسفند کے ساتھ کافی آگے نکل آئی تھی اچانک موٹی موٹی بوندیں گرنے لگیں وہ بھاگ کر درختوں تلے آ گئے ماہم ایک سوئٹر میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔

دور کہیں بجلی گری تھی وہ اچھل کر اسفند سے جا لگی۔

"چلو ماہم چلتے ہیں اس بارش کے رکنے کے آثار نہیں لگتے۔" اس نے آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا اور اپنی جیکٹ اتار کر ماہم کے کندھوں پر ڈال دی اس کا ہاتھ پکڑے وہ تیزی سے چل رہا تھا بھاگتے دوڑتے انہوں نے راستہ طے کیا' ماہم تو لیدر کی جیکٹ کی وجہ سے کسی حد تک محفوظ رہی' پر وہ مکمل طور پر بھیگ چکا تھا۔

"آ گئے' کب سے تمہارے لیے پریشان تھے۔" اسماء کی نظر اس کے اندر تک اتر گئی۔

"راستے میں رک گئے تھے بہادر۔ بہادر میرے کپڑے تو نکال دو۔" اسے جواب دے کر اس نے بہادر کو پکارا اور کپڑے آتے ہی واش روم میں گھس گیا' گل خانم اس کے لیے چائے بھی لے آئی' وہ اپنا کپ سنبھالتا آتش دان کے قریب فلور کشن پہ بیٹھ گیا ماہم پہلے ہی سے وہاں بیٹھی ہوئی تھی بجلی آج بھی غائب تھی' ماہم سرخ گرم کپڑوں کے اوپر کالی شال لیے ہوئے کھلے بالوں سمیت بہت اچھی لگ رہی تھی تب ہی تو اشعر کی نظر بار بار بھٹک رہی تھی' ماریہ زیور کے ساتھ جڑی بیٹھی تھی اس نے اپنی اکیس سالہ زندگی میں خدا سے حقیقتاً "ڈرنے والی لڑکی پہلی بار دیکھی تھی اس کی دیکھا دیکھی ماریہ نے بھی دوپٹہ سر پر لینا شروع کر دیا تھا' وہ زیور سے بہت متاثر تھی۔

"اف زیبی تمہارے بال کتنے خوبصورت ہیں۔" پیچھے سے اس کی کمر سے نیچے جھولتی چٹیا بے اختیار ہی ماریہ نے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔

"میری امی کے بال مجھ سے زیادہ خوبصورت تھے۔" وہ افسردہ سی ہو گئی تھی۔

"زیبی اگر میں لڑکا ہوتی ناں تمہیں اسفند بھائی سے چھین لیتی تم ہو ہی اتنی پیاری کہ میں لڑکی ہو کر بے ایمان ہو جاتی ہوں۔" ماریہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو زیور نے خفگی سے اسے گھورا۔

"اچھا سوری۔" اس نے فوراً کان پکڑ لیے۔

♥ ♡ ♡ ♥

"اسفند یہ ماہم تمہارے ساتھ بہت بے تکلف ہے سچ پوچھو تو مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا' تم کسی اور کے ساتھ منسوب ہو چکے ہو اب یہ سب باتیں کیا معنی رکھتی ہیں۔"

زہرا بیگم کی باتوں کی بھنک اسماء کے کانوں میں بھی پڑ گئی تھی آج اس نے اکیلے میں اسفند کو جا پکڑا تھا۔

"بابا کزن ہے وہ میری۔" وہ چڑ گیا تھا۔

"اسفند میں تمہیں اس معصوم سی لڑکی کے جذبات سے کھیلنے نہیں دوں گی' پہلے ہی تمہارے اوپر واضح کر دیا تھا کہ زیور تمہاری سوچوں کے برعکس ہے۔" وہ بھی غصے میں آ گئی۔

"کیا تمہاری زیور صاحبہ جذبات بھی رکھتی ہیں۔" وہ سراسر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو۔" وہ آؤٹ ہو گئی۔

"میں ہرگز تمہیں اس کا مذاق نہیں اڑانے دوں گی۔"

"ایسا کرو اپنی موم سی بنی کزن کو شیشے کے کیس میں سنبھال کر رکھ لو۔" اسفند نے اور بھی سلگایا۔

"بہت تم دھوکے باز۔" شدت غم سے اسماء کی آواز

بھرائی اور وہ باہر کی طرف مڑی۔

"بابا میں مذاق کر رہا تھا۔" اسفند کو صورت حال کے بگڑنے کا احساس ہوا اور وہ اس کے پیچھے لپکا وہ ہال کمرے میں پہنچ چکی تھی۔

"تم اپنی اس فضول سی شرم و حیا اور آؤٹ آف ڈیٹ سی چادر کو سنبھال کر ہی لمبی لمبی نمازیں پڑھتی رہنا ادھر وہ چڑیل اسے لے کر اڑ جائے گی پھر تمہیں ہوش آئے گا۔" وہ جا کر زیور پہ الٹ پڑی جو نماز کے بعد درود و وظائف پڑھ رہی تھی کمرے میں اور کوئی بھی نہیں تھا اسماء کے سخت لہجے پر اس کے آنسو ابل پڑے اس کی بات زیور کے سر کے اوپر سے گزر جاتی اگر اسفند نہ آتا۔

"اسماء ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ اٹس اونلی جوک۔" وہ اسماء کو بازو سے پکڑ کر باہر لے گیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"نینی آخر زیور کا بنے گا کیا؟" دونوں میکے آئی ہوئی تھیں اور گفتگو کا موضوع زیور تھی۔

"ہاں میں بھی یہی سوچتی ہوں اسفند مرد ہے ہر جذبے کے اظہار میں پرجوش اور بے باک قدرتی طور پر دوسری طرف سے اپنے جذبات کی ویسے ہی پذیرائی چاہتا ہے اور زیور کا گزشتہ سولہ سترہ سالہ زندگی میں مرد کے وجود کا ہی نہیں پتہ تھا اگر علم ہوتا بھی تو کیا وہ ایسا کر سکتی تھی یقیناً" ہرگز نہیں۔"

آخری پیپر دے کر نکلی تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بھاری بوجھ سر سے اتر گیا ہو۔ پینتالیس منٹ ہو گئے تھے اسے انتظار کرتے ہوئے پر ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا اب تو کالج میں اکا دکا لڑکیاں ہی بیٹھی تھیں ہر نئی گاڑی کی آواز پر زیور گیٹ کی طرف لپکتی کہ شاید اسے کوئی لینے آیا ہو۔ اب تو کالج بالکل خالی ہو چکا تھا اور وہ بزدل لڑکی ہمیشہ کی طرح گھبرا گئی تھی۔ کھلے گیٹ کے آگے ایک اور گاڑی آ کر رکی۔ نیلی جینز اور کالی شرٹ میں ملبوس ڈارک گلاسز لگائے ہوئے یقیناً" وہ اسفند تھا وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔

"پلیز زیور جلدی آئیں وقت بہت کم ہے۔" وہ بہت سنجیدہ تھا اسے سوال جواب کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی چپ چاپ کھلے دروازے سے اندر بیٹھ گئی اسفند نے دروازہ بند کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی وہ اتنی تیز ڈرائیونگ کر رہا تھا کہ بار بار اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچتا۔ کھلے گیٹ سے گاڑی اندر داخل ہو گئی پر یہ وجاہت منزل تو ہرگز نہیں تھی اس کے ذہن میں جھماکا ہوا "اسماعیل ولا" دیکھ کر پورچ میں گاڑی کھڑی کر کے اسفند نے اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

"اترو۔" اس کا لہجہ اجنبی سا تھا۔ اس میں حرکت نہ ہوئی۔

"کیوں۔" اسے اپنی آواز دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"ابھی بتا دوں گا جلدی کیوں ہے۔" وہ عجیب انداز سے ہنسا اور باقاعدہ اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹا۔

"نن نہیں۔" زیور نے بازو اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا پر ناکام ہو گئی وہ اسے اندر لے آیا۔

"تمہاری طرف میرے بڑے حساب نکلتے ہیں اسی لیے لایا ہوں حساب کتاب سمجھتی ہو؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھا مارے خوف کے بجتے بجتے وہ دیوار کے ساتھ لگ گئی اسفند نے اس کی چادر کا پلو پکڑا اور زوردار جھٹکا دیا وہ اس پر آ رہی۔

"ایسے مت کریں۔" زیور نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"نہ نہ نہ یہ ہاتھ میرے آگے جوڑنے کے لیے نہیں بنے یہ لب فریاد کرنے کے لیے نہیں بنے۔ یہ آنکھیں موتی لٹانے کے لیے نہیں بنیں یہ نازک سے ہاتھ میرے دل سے کھیلنے کے لیے بنے ہیں اور یہ لب۔" وہ اس پر جھکا اور گستاخی کر بیٹھا۔

"آپ کو خدا رسولؐ کا واسطہ مجھے چھوڑ دیں ایسے مت کریں آپ کو اپنی امی کی قسم۔" وہ اس کے قدموں میں جھکی ہوئی تھی بھڑکتی آگ پر یکدم کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال دیا۔

"باہر آؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔" اس کا لہجہ پتھر سے بھی سخت تھا۔ اسے گیٹ پر اتار کر وہ چلا گیا۔

سہیل وجاہت کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا سب اسپتال

میں تھے عائشہ بیگم کو اطلاع ملی تو وہ بھی چلی گئیں جاتے جاتے اسفند کو تاکید کر گئیں کہ زیور کو کالج سے لا کر خود بھی ہاسپٹل آجانا۔
سہیل صاحب کو معمولی سا ہارٹ اٹیک ہوا تھا تیسرے دن وہ گھر واپس آگئے۔

*_*_*

"اچھا بھائی ہم تو چلے آپ خواب دیکھیں۔" سونیا جاتے جاتے اسے چھیڑنے سے باز نہیں آئی۔ وہ ماں اور چند دوسری خواتین کے ساتھ زیور کے گھر بھائی کا پرپوزل لے کر جا رہی تھی زنیرا بیگم اور عائشہ بیگم بھی سہیل صاحب کی خیریت معلوم کرنے آئی ہوئی تھیں نفیسہ بیگم نے فوراً" مدعا بیان کر دیا سب سکتے میں آ گئے۔
"بہن میرا بیٹا زیور کو پسند کرنے لگا ہے آپ انکار کر کے دل مت توڑیئے گا۔" انہوں نے خاموشی کا اور ہی مطلب لیا۔
"نہیں بہن انکار کیسا" اصل میں زیور کا نکاح تقریباً" ایک سال پہلے ہو چکا ہے یہ زیور کی ساس ہیں۔" نور بیگم نے عائشہ بیگم کی طرف اشارہ کیا۔

*_*_*

عائشہ بیگم نے جو بات اسفند سے چھپانے کی کوشش کی تھی زنیرا بیگم نے وہ بات اضافے کے ساتھ اسفند کے آگے گوش گزار کر دی تھی وہ دھم دھم کرتا ماں کے پاس آیا۔
"مما یہ سچ ہے کہ زیور کے لیے ریحان کے دوست ارسل کا پرپوزل آیا ہے" وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔
"ہاں بیٹا غلط فہمی کی وجہ سے ایسا ہو گیا ان لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ زیور کا نکاح ہو چکا ہے۔" انہوں نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔
"پھر یہ پسند کا کیا چکر ہے۔" وہ یکدم طیش میں آ گیا۔
"اس سے پہلے کہ اور کسی کا پرپوزل آجائے آپ فوراً" جائیں اور شادی کی تاریخ لے آئیں آپ نے ہر حال میں جانا ہے اگر آپ نہیں گئیں تو میں خود جا کر انکل سے بات کر لیتا ہوں۔" اس نے بات ہی ختم کر دی۔
"زیدہ سب چیزیں رکھوا دی ہیں ناں۔" عائشہ بیگم نے تیسری بار پوچھا۔
"ہاں جی۔" اس نے سکون سے جواب دیا۔
"اچھا بیٹھو گاڑی میں مجھے تو اس لڑکے نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔"

*_*_*

"زیدہ میرا ایک کام کرو گی۔" زیور وجاہت منزل میں پہلی بار اسے دیکھ رہی تھی۔
"ہاں کیوں نہیں جی۔" وہ خوشدلی سے بولی۔ ایک دم زیور کی مشکل آسان ہو گئی تین دن سے سر پہ رکھا پہاڑ اتر گیا۔
"دیکھو یہ اپنے صاحب کو دے دینا کسی کو بھی پتہ نہ چلے۔" لفافہ اس کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے وہ بہت ڈر رہی تھی "کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہو گی ویسے جدائی کے دن اب تھوڑے ہیں۔" زیدہ نے ــــ اپنی دانست میں اسے چھیڑا کیونکہ اسے خبر تھی عائشہ بیگم کیوں آئی ہیں؟ زیدہ نے ـــــــ اس محبت نامے کو مٹھی میں دبا لیا۔

*_*_*

"زیور کا خط میرے نام۔" وہ بہت حیران تھا عائشہ بیگم ابھی وہیں تھیں۔ اس نے لفافہ چاک کر کے بے تابی سے کھولا۔ لکھا ہوا تھا!
"اسفند صاحب! مجھے اس رشتے سے انکار ہے مجھے تم جیسے آوارہ بدکردار عیاش سے شادی نہیں کرنی تم جیسے برے لوگوں کے طفیل دنیا میں کوئی اچھا ہی نہیں ہے میں نفرت کرتی ہوں تم سے میری طرف سے یہ رشتہ ختم سمجھو اپنی خواہشوں کی تکمیل کے لیے اپنے جیسی کوئی اور لڑکی ڈھونڈ لو۔"
باقی خط اس سے پڑھا ہی نہیں گیا اسٹڈی ٹیبل کی دراز کھول کر اس میں رکھا اور ٹیبل سے کی چین اٹھائی۔
"میں تمہیں جیتنے نہیں دوں گا" اس نے دانت پیسے وہ ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا وجاہت منزل کی طرف جا رہا تھا ٹریفک سگنل توڑنے پر ایک پولیس موبائل

اس کے تعاقب میں تھی اچانک گاڑی لہرائی سامنے بھیجرد تھی اسفند بریک لگا ہی نہیں سکا بڑے زور کا دھماکہ ہوا۔

*_*_*

"مبارک ہو مبارک ہو۔" جہاں آرا نے عائشہ بیگم کا منہ میٹھا کر کے انہیں مبارک باد دی شادی کی تاریخ طے پا گئی تھی۔ عائشہ بیگم نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اور اسفند زیور کی تعلیم میں رکاوٹ نہیں بنیں گے' اسی شرط پہ بیٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد جہاں آرا بیگم نے شادی کی تاریخ طے کی تھی جو کہ ڈیڑھ ماہ بعد کی تھی۔
"آنٹی زیدہ کا فون ہے۔" سحرش نے موبائل فون ان کی طرف بڑھایا۔
"اسے کیا کام آپڑا ہے۔" زیرلب بڑبڑائی۔
"ہیلو۔" عائشہ بیگم نے ریسیور کان سے لگایا۔
"نہیں نہیں میرے اسفی کو کچھ نہیں ہو سکتا۔" موبائل فون ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔
"آپ انہیں سنبھالیں۔" فاروق نے خود موبائل اٹھایا۔
"اوہ میرے خدایا یہ کیا ہو گیا۔" دوسری طرف کی بات سننے کے بعد انہوں نے ٹھنڈا سانس بھرا۔ عائشہ بیگم بے ہوش ہو گئیں۔
"علی اور اشعر فوراً" گاڑیاں نکالو۔"
سحرش کے سوا سب ہاسپٹل چلے گئے۔ زیور کے کمرے میں وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی جبکہ وہ سر جھکائے ہوئے تھی تاکہ سحرش اس کا احساس ندامت نہ پڑھ سکے۔
"چلو چلو جلدی آؤ۔" علی ہارن پہ ہارن دیئے جا رہا تھا وہ ان دونوں کو لینے آیا تھا سحرش بھاگتے ہوئے باہر نکلی۔
"علی اسفند کا کیا حال ہے۔" یہ سوال پوچھتے ہوئے سحرش کا دل لرزا جا رہا تھا۔
"آئی سی یو میں ہے ڈاکٹرز نے کہا ہے بہت مشکل ہے۔" علی بتاتے ہوئے رو پڑا۔ ہاسپٹل میں جیسے وہ سب سکتے کی کیفیت میں تھے عائشہ بیگم کی حالت کے پیش نظر انہیں بھی ایڈمٹ کرا دیا گیا تھا نخی اسماء ریحان احمر کے ساتھ ارسل بھی آیا ہوا تھا۔
"یہ سب کیسے ہوا۔" نخی نور بیگم کے پاس رک گئی
"زیدہ نے بتایا کہ میں جیسے ہی گھر پہنچی پانچ منٹ بعد وہ گاڑی لے کر نکل گیا اور ڈیڑھ گھنٹے بعد ہاسپٹل سے فون آگیا کہ وہ یہاں ہے۔"
زیور کا دل کانپ گیا کسی سے آنکھیں چار کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔
"تم قاتل ہو اگر اسے کچھ ہو گیا تو عائشہ خالہ بھی زندہ نہ رہ سکیں گی تم دو انسانوں کی قاتل کہلاؤ گی۔" زیور کا ضمیر اس پہ ملامت کے کوڑے برسا رہا تھا۔
"اگر کسی کو پتہ چلا گیا کہ یہ سب اس کے الفاظ کا رد عمل ہے تو تو۔" وہ آگے نہ سوچ سکی۔
"ایک ہی بیٹا ہے عائشہ کا' مالک اسے سلامت رکھنا" جہاں آرا نے دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی۔
ارسل کی نظر زیور پر پڑی سر جھکائے وہ رو رہی تھی دل کے ٹوٹنے کا ملال تو ہوا تھا پر اس حادثے نے اسے پرامید کر دیا تھا محبت میں انسان کیسے خود غرض ہو جاتا ہے۔
ڈاکٹرز نے بتایا تھا آئندہ چار گھنٹے بہت اہم تھے اگر بخیریت گزر جاتے تو اسفند کی زندگی بچ جانے کا امکان تھا۔ ان سب کا تو رواں رواں دعا کر رہا تھا۔ وہ تھا ہی اتنا اچھا' سب میں بے غرض محبت بانٹنے والا تب ہی تو سب پریشان تھے۔

*_*_*

رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھی صبح کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔
"مبارک ہو' آپ کا مریض خطرے سے باہر ہے۔" ڈاکٹرز نے انہیں خوشخبری سنائی جہاں آرا بیگم سجدے میں چلی گئیں نخی نے بے اختیار اسے گلے لگا لیا۔
"تمہاری دعاؤں میں بہت تاثیر ہے تبھی تو وہ موت کے دہانے سے لوٹا ہے۔" اسماء نے اس کے ہاتھ تھامے ضمیر کا ایک اور کوڑا اس کی روح پہ پڑا یہ چوٹ اس کے لیے ناقابل برداشت تھی۔

*_*_*

سب کے کہنے کے باوجود وہ اسفند کو دیکھنے ہاسپٹل نہیں گئی تھی وہ سب باقاعدگی سے جا رہے تھے۔ وہ اب تیزی سے ٹھیک ہو رہا تھا ماہم نے دل و جان سے اس کی تیمارداری کی تھی اور وہ اس کا شکر گزار تھا۔ ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر وہ گھر آگیا تھا عائشہ بیگم نے اس کی صحت یابی کی خوشی میں ایک زبردست پارٹی ارینج کی تھی۔ وجاہت منزل سے سب کو ہی انوائیٹ کیا گیا تھا سحرش اسے بھی لے آئی تھی وہ اسفند سے چھپتی پھر رہی تھی کہ مبادا راز نہ فاش ہو جائے پر اس نے تو زیور پر ایک نگاہ غلط بھی نہ ڈالی۔

لڑکیوں کے جھرمٹ میں وہ راجہ اندر بنا ہوا تھا رات گئے مہمان رخصت ہوئے تو نتھی سحرش وغیرہ عائشہ بیگم کی مدد کروانے کے لیے رک گئیں وہ لان میں اسماء ماہم اور نتھی کے ساتھ کھڑا تھا کچھ فاصلے پر ہی تو زیور تھی پر اس نے آج ایک جملہ بھی اس کی طرف نہیں اچھالا تھا نہ بہانے سے مخاطب کرنے کی کوشش کی تھی نہ نگاہوں سے گستاخی کی تھی حیرت کی بات تو تھی ہی۔

*_*_*

اسفند ان سب کی چھیڑ چھاڑ کو انجوائے کر رہا تھا۔

"دھیان سے دلہن بہت نازک ہے۔" نتھی نے کہا۔

"میں ہاتھ ہی نہیں لگاؤں گا شیشے کے شوکیس میں سجا دوں گا۔" اسفند نے جواب دیا تو زبردست قہقہہ پڑا۔

"اسفند زیبی بہت معصوم اور ڈرپوک ہے۔" اسماء نے بھی حصہ لیا۔

"کیا میں اسے کھا جاؤں گا" وہ ہنسا۔

"پھر بھی اسفند دھیان سے' یہ بہت بزدل ہے۔" نتھی نے درخواست کی۔

بھاری عروسی جوڑے میں نوخیز پنے کی ساری رعنائیاں سمیٹے اپنے حشر سامان حسن سمیت وہ بہت دلکش لگ رہی تھی پہلی بار تو زندگی میں یوں سج سنور رہی تھی ہر چیز اس کے سراپے پہ سج کے انمول ہو گئی تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا رات کے دو بج چکے تھے پر اس کے قدموں نے وہ مانوس چاپ نہیں سنی تھی کہ وہ یونہی سو گئی تھی۔ دھیرے سے دروازہ کھلا اور اسفند نے اندر قدم رکھا نظریں مسہری پر جم گئی تھیں ایک ہاتھ رخسار کے نیچے دوسرا سینے پہ رکھے وہ بے خبر سو رہی تھی چوڑیوں اور گجروں سے بجی کلائی اس کے سینے کے زیرو بم سے ہل رہی تھی سفید پیروں میں بجی ہوئی نازک سی پائل لہنگا اوپر ہو جانے سے صاف نظر آ رہی تھی وہ ایک سوئی ہوئی قیامت تھی ضبط کا مرحلہ کڑا تو تھا پر اسے گزرنا لازمی تھا وہ درمیان والا دروازہ کھول کر ملحقہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

باتھ روم میں پانی گرنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی وہ دوسری آواز دروازے پر ہونے والی دستک تھی اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا نتھی اسماء ماریہ سحرش علینہ اور اسفند کی رشتہ دار لڑکیاں تھیں۔ زنیرا بیگم کے شوہر نے آتے ہی مکان خرید لیا تھا شادی سے دو ہفتے پہلے ہی وہ لوگ اپنے گھر میں شفٹ ہوئے تھے امریکہ سے اسفند کے ماموں بمعہ اپنی فیملی کے شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ ماریہ اسفند کے ہاں ہی رک گئی تھی ماہم اور زنیرا ابھی تک نہیں پہنچی تھیں۔

"کیا حال ہے۔" سحرش نے ایک شریر نظر اس پر ڈالی اسی وقت باتھ روم سے اسفند برآمد ہوا سب اس کے سر ہو گئیں۔ سحرش نے ساتھ لایا ہوا ناشتا ٹیبل پر لگانا شروع کر دیا وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"آؤ ناں زیبی۔" اس نے اپنائیت سے اسے بلایا تو وہ سب کھی کھی کرنے لگی۔

"تم نے تو ایک رات میں ہی اس کی کایا پلٹ دی ہے۔" نتھی بغور زیور کی حرکات نوٹ کر رہی تھی۔

"میں ہی جانتا ہوں اس نے مجھے کتنا ستایا" بڑی بے تکلفی سے گفتگو ہو رہی تھی کہ زیور کی پیشانی عرق آلود ہو گئی وہ تو اسے باتھ روم سے نکلتے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی کہ وہ کب آیا؟

ولیمے کی رات عائشہ بیگم نے اپنی امریکہ روانگی کا بتا کر سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

"ماما آپ صبر کر لیں کچھ دن بعد چلی جائیں۔" وہ ضدی ہو رہا تھا۔

"اتنے عرصہ تمہارے پاس رہی ہے اب ہمیں بھی اپنے ارمان پورے کرنے دو۔" ماموں نے مخالفت کی۔

"یوں بھی تمہاری دلہن اب گھر آگئی ہے اسی پر توجہ دو۔" عائشہ بیگم نے پیار سے زیور کو چوم لیا۔

رات دس بجے کی فلائیٹ سے عائشہ بیگم اور آزر ماموں ساتھ جا رہے تھے اسفند بھی ہمراہ ہو گیا عائشہ بیگم نے اسے روکا بھی کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں ہے پر وہ باز نہیں آیا جب وہ انہیں چھوڑ کر آیا تو نتھی اور اسماء زیور کے پاس ہی تھیں اس کی آمد کے ساتھ ہی وہ چلی گئیں کچھ اور رشتہ دار تھے وہ بھی چلے گئے نوکر تمام پھیلاوا سمیٹ رہے تھے گیٹ بند کرنے کی ہدایات دے کر وہ اپنے بیڈ روم میں آگیا۔

ڈریسنگ روم سے شب خوابی کا ہلکا سا لباس نکالا اور نہانے گھس گیا باہر نکل کر گیلے بالوں میں معمول کے مطابق برش پھیرا اور مڑا۔ زیور صوفے پر سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی ابھی کپڑے تبدیل نہیں کیے تھے میرون کلر کے شرارہ سوٹ میں وہ کل سے بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

وہ پیپر رکھ کر اس کی طرف جھکا اور جھٹکے سے اس کا سر اونچا کیا۔

"میں عیاش' آوارہ' بدمعاش لفنگا ہوں ثبوت دو مجھے میری آوارگی' عیاشی اور بدکرداری کا۔" وہ دھاڑا۔ اسفند کا یہ روپ تو بالکل نیا تھا کھلے گریبان سے اس کا سینہ صاف نظر آ رہا تھا قمیص کی آستینیں فولڈ تھیں آہنی بازو بڑے بیدرد لگ رہے تھے دلکش سے کلون کی مہک زیور کے قریب ٹھہر گئی تھی۔

"بہت ناز ہے اس شکل اور عبادت پہ کیا میں مسلمان نہیں ہوں کیا کمی ہے مجھ میں بولو جواب دو۔" وہ آگ برساتا لہجہ اس کی جان جلا گیا۔

"مجھے جواب دو بہری ہو۔" وہ پھر چیخا۔

"تمہارے اس غرور کو پارہ پارہ کر دوں گا اس بے نیازی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دوں گا۔" وہ بہت سنگدل بن گیا تھا چٹاخ چٹاخ زیور کا منہ ہی گھوم گیا وہ صوفے سے نیچے جا پڑی۔

"تمہاری اوقات یہ ہے۔" وہ اسے وحشیوں کی طرح پیٹ رہا تھا۔ مارتے مارتے تھک گیا تو دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

وہ کارپٹ پہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی ایک رات کی دلہن کے ساتھ یہ سلوک جتنا افسوس ہو کم تھا۔

*_*_*

پھر وہ سراپا بدل گیا تھا پہلے والا رہا ہی نہیں بے طرح اسے بے نیازی اور بے گانگی کی مار مار رہا تھا پہلے اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے سو سو جتن کرتا تھا اب سامنے موجود ہوتے ہوئے بھی آنکھیں اٹھا کر نہ دیکھتا تھا وہ جو پہلے اس کی محبتوں سے فدا ہو چکی تھی اب مٹی کے بت سے بھی گئی گزری ہو گئی تھی اس کی شدتیں وارفتگیاں وہ بے تابیاں خواب ہو گئی تھیں اس کی انہی حرکتوں نے زیور کی نسوانیت کا غرور جگا دیا تھا برف پگھل گئی تھی۔ پتھر موم ہو چکا تھا اور اس پتھر کے دل کو دھڑکنا سکھانے والا خود پتھر بن گیا تھا۔

زیور کا ایف اے کا رزلٹ آؤٹ ہو چکا تھا اور وہ اچھے نمبروں سے کامیاب ہوئی تھی سب نے ہی مبارکباد دی تھی سوائے اس کٹھور اسفند کے۔ وہ خود شہر کے سب سے بہترین کالج سے داخلہ فارم لا کر پر کر کے دے گیا تھا اور بعد میں ایڈمیشن سلپ اور رول نمبر اس کے آگے پھینکا تھا۔ زیور کو نہ ماننے کے باوجود انکار کی ہمت نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کے روز اول والے روپ سے وہ بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔

*_*_*

گاڑی کا ہارن مسلسل بج رہا تھا زیور نے فوراً چادر سر پر جما کر بغل ماری اور فائل اٹھا کر دروازے کی طرف بھاگی۔

"رکو۔" اسفند کا لہجہ تحکمانہ تھا وہ اخبار رکھ کر اس کے مقابل آگیا تھا۔

"ہٹاؤ اسے چہرے سے۔" اس کا انداز بہت سخت تھا۔ زیور نے میکانکی انداز میں عمل کیا۔

"میں اسے آئندہ چہرے پر نہ دیکھوں' سر پہ لے

سکتی ہو اور کس کس کو اپنے حجاب میں چھپے حسن سے دیوانہ بناؤ گی کتنوں کو ابھی اور اس ڈرامے سے گھائل کرو گی ویسے بھی تمہارے اسے ڈھکوسلے نے ارسل شاہ کو نیم دیوانہ تو کر ہی دیا ہے۔" اہانت آمیز انداز پر احساس ذلت سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"اور اچھی طرح سن لو میں دوبارا کہنے کا عادی نہیں ہوں۔" اس کے بڑھتے قدم رک گئے تھے۔

امیر گھرانے کی فیشن ایبل لڑکیاں اس کالج میں شوق سے داخلہ لیتی تھیں کیونکہ یہ بھی اسٹیٹس سمبل تھا شروع میں تو زیور کو بھی بڑی مشکل ہوئی پھر اس نے آہستہ آہستہ خود کو سیٹ کر لیا جلد ہی اپنے دھیمے انداز اور منفرد طور طریقوں کی وجہ سے وہ پورے کالج میں مقبول ہو گئی اب اس میں ایک واضح تبدیلی آئی تھی نشست و برخاست سے اعتماد جھلکنے لگا تھا سب کو اس کی یہ تبدیلی پسند آئی تھی۔

"زیبی یقین نہیں آتا کہ تم میرڈ ہو اتنی چھوٹی سی تو ہو۔" عظمی نے ہاتھ سے اس کا سائز بتایا تو وہ مسکرانے لگی۔

عظمی سے اس کی دوستی کالج سے ہی شروع ہوئی تھی وہ بہت اچھے ماحول کی پروردہ تھی عادتیں بھی مہذب تھی دونوں کی فوراً" دوستی ہو گئی تھی۔ عظمی کو اس کی شادی کا سن کر بہت حیرت ہوئی تھی اور اسفند نیازی سے اس کی شادی کا سن کر اسے اور بھی حیرت ہوئی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے اس کی شادی کا سن کر اس کے حلقے کی اکثر لڑکیوں کے دل جل کر خاک ہو گئے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ ان میں ہی سے کسی ایک سے شادی کرے گا پر اس نے تو بالکل ہی انجان لڑکی سے شادی کی۔"

عظمی کی اطلاع اس کے لیے نئی تھی اپنے چنے جانے کا احساس اسے تفخرو ناز میں مبتلا کر گیا تھا۔

*_*_*

"پلیز زیور' اسفند کو جلدی اٹھاؤ میں آدھے گھنٹے میں آ رہی ہوں اسے کہو فوراً" تیار ہو جائے۔" ماہم کا فون تھا وہ بہت جلدی میں لگ رہی تھی ریسیور رکھ کر وہ کچھ سوچنے لگی۔

"کیسے اٹھاؤں۔" وہ پریشان تھی پہلے خیال آیا کہ نوکر سے کہے پھر فوراً" رد کر دیا کہ وہ کیا سوچے گا خود ہی ہمت کی اور اس کے کمرے کے آگے پہنچ کر رک گئی اندر سے موسیقی کی آواز آ رہی تھی کمرے کا دروازہ معمولی سا کھلا ہوا تھا چھٹی کے دن وہ گیارہ بارہ بجے سے پہلے نہیں اٹھتا تھا گھر کے تمام ملازمین کو سختی سے ہدایت تھی کہ جب تک وہ خود باہر نہ آئے کوئی بھی اس کے کمرے کی طرف نہ جائے فون کا پلگ وہ نکال دیتا تھا موبائل فون آف کر دیتا تھا بس پھر وہ ہوتا تھا اور اس کی نیند کسی میں ہمت نہ تھی کہ صاحب کو اٹھاتا پھر اسے ہمت کرنی پڑی تھی۔

ڈرتے ڈرتے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو وہ بے آواز کھلتا چلا گیا ڈیک اچھی خاصی تیز آواز میں لگا ہوا تھا کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا کیونکہ کھڑکیوں اور دروازوں کے تمام پردے گرے ہوئے تھے۔

جہازی سائز بیڈ پر ٹانگوں تک کمبل لیے وہ اوندھا لیٹا ہوا تھا پھر اچانک کروٹ بدل کر سیدھا ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ سو رہا تھا کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھیں ویسے اتنے شور میں اس کے مزے سے سونے پر اسے حیرت ہو رہی تھی ایک اس کی نیند تھی ذرا کوئی آہٹ ہوئی آواز آئی تو اس کی نیند ٹوٹ جاتی تھی۔

وہ مشکل میں تھی کیسے اسے جگائے آخر ایک ترکیب ذہن میں آئی تھی وہ بیڈ کے سرے پر تھا وہ سائیڈ ٹیبل کی درازیں زور سے کھولنے اور بند کرنے لگی تھی اچانک اس کی کلائی مضبوط مردانہ گرفت میں آ گئی اور وہ اپنی جھونک میں سیدھی اسفند پر جا گری۔

"جانم کتنی بار کہا ہے مجھے ڈسٹرب مت کیا کرو' تمہاری اس عادت سے مجھے چڑ ہے ماہم۔" وہ شاید نیند میں اسے ماہم سمجھ رہا تھا زیور نے اپنی کلائی چھڑانی چاہی۔

"اب ڈسٹرب کرنے کی سزا بھگتو" ساتھ ہی اسفند نے بازوؤں کی گرفت مضبوط کر دی۔

"کیسا" وہ آنکھیں کھول کر مسکرایا اور جیسا شاک

اس کی زبان سے ماہم کا نام سن کر زیور کو لگا تھا ویسا شاک اسفند کو اس کو اپنے قریب دیکھ کر لگا تھا اسفند فوراً" اپنی گرفت سے اسے آزاد کرتا ہوا اٹھ بیٹھا وہ بھی سنبھل چکی تھی۔

"ماہم کا فون ہے آپ کے لیے" انہوں نے کہا ہے کہ وہ آدھے گھنٹے میں آ رہی ہیں آپ تیار ہو جائیں۔" وہ تفصیل بتا کر مڑی۔

"سنو آئندہ مجھے جگانے کی زحمت مت کرنا میں تمہاری ان اداؤں سے گھائل ہونے والا نہیں ہوں" پگھلا ہوا سیسہ اسفند نے اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔

اس نے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی جی چاہا پلٹ کر کرارا جواب دے کر موصوف کی طبیعت صاف کر دے پر اس کے غصے کے پیش نظر چپ چاپ باہر آ گئی۔

*_*_*

ٹی وی لاؤنج میں وہ دونوں ہی تھے زیور تو ایسے ہی آ کر وہاں بیٹھ گئی تھی اسفند نے آ کر ٹی وی لگا لیا تھا۔ زیور کی نظریں خالی الذہنی کے عالم میں اس پر رک گئیں نیلی شرٹ اور جینز میں ملبوس گریبان کے دو بٹن کھولے شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے بالوں کے جدید خوب صورت اسٹائل میں وہ بہت ایسنگ لگ رہا تھا۔

زیور نے پہلی بار اس کا یوں جائزہ لیا تھا اور دل ہی دل میں اس کی مردانہ وجاہت کو سراہا تھا واقعی وہ جتنا بھی بے نیاز بنتا کم تھا۔ اسفند نے اس کی نظروں کی چوری پکڑ لی۔

"سامنے بیٹھ کر دیکھ لیں میں نامحرم تو نہیں ہوں۔" وہ گھوم کر پورا کا پورا اس کی طرف ہو گیا تھا وہ بے طرح شرمندہ ہو گئی اور اٹھ کر کمرے سے ہی نکل گئی۔

*_*_*

زیور بے حد مصروف تھی چھٹی کے دن وہ از خود ہی مصروفیت تلاش کر لیتی تھی ہفتے بھر کے میلے کپڑے جمع تھے زبیدہ دھونے میں مصروف تھی اور زیور پائنچے لگائے فرش دھو رہی تھی جب نیٹی اور ریحان کی آمد

ہوئی وہ پائپ پھینک کر یکدم اس سے لپٹ گئی نہ جانے آنسو کیوں امل پڑے تھے نیٹی بھی حیران تھی۔

"کیا اسفند سے لڑائی ہوئی ہے یا اس نے کچھ کہہ دیا ہے۔"

اس نے خدشات کو لفظوں کا روپ دیا پر وہ خاموش رہی کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور تھی۔

اسفند چھ سات بجے کے قریب واپس آیا تھا باہر ریحان کی گاڑی دیکھ کر خوشگوار حیرت سے دوچار ہوا۔

"کہاں غائب تھے یار' ہم دوپہر سے آئے ہوئے ہیں۔" ریحان نے شکوہ کیا۔

"بس یار کچھ کام تھا۔" اس نے بہانہ کیا۔

"اسفند زیور سے تمہاری کوئی ناراضگی چل رہی ہے۔" نیٹی نے توپوں کا رخ اس کی طرف موڑا۔

"نہیں یہ شک کیونکر ہوا آپ کو" وہ زیور کو دیکھ رہا تھا۔

"بس ایسے ہی' پھر بھی اسفند اگر زیور سے کوئی خطا ہو جائے تو پلیز نظر انداز کر دینا۔" وہ بڑی بہنوں والا رول پلے کر رہی تھی۔

"وہی تو کر رہا ہوں۔" اسفند اتنی آہستہ آواز میں بولا کہ صرف زیور ہی سن سکی۔ کھانے کے بعد وہ لوگ چلے گئے تو وہ کچن میں آ گئی اپنے لیے ایک کپ چائے بنا کر وہیں پی۔

موسم صبح سے ہی ابر آلود تھا یکایک بادل برس پڑے نہ جانے اسے کیوں خوف محسوس ہو رہا تھا اسٹڈی ٹیبل کے گرد بظاہر تو وہ کتاب کھولے بیٹھی تھی پر ذہن کہیں اور ہی تھا اسفند کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ اپنے بک شیلف سے کتاب لینے کے لیے آیا تو وہ بھی جاگ رہی تھی زیادہ سے زیادہ وہ دس بجے تک سو جاتی تھی پر اس وقت تو بارہ سے بھی اوپر ہو چکے تھے چہرے پہ پریشانی کی تحریر صاف پڑھی جا سکتی تھی۔ اسے اسفند کی آمد کا بھی علم نہیں ہوا وہ تو جان کر اسے متوجہ کرنے کے لیے اس نے کتاب زمین پر گرائی ایک دم چونک کر وہ اچھلی' اسفند کی نظر سے اس کی نظریں ٹکرائیں زیور کی آنکھوں میں رحم کی درخواست تھی مدد کی التجا تھی بھیگے بھیگے رومان پرور موسم میں وہ اکیلے

تھے پر اسفند کو کہاں دھیان تھا وہ کتاب لے کر اپنے بیڈروم میں چلا گیا۔

ہاتھ میں پکڑے پین سے وہ کتاب پر بار بار ایک ہی شعر لکھے جا رہی تھی۔

تنہائیوں کی شب میں تیرے قرب کی مہک
برا بھی کیا ہے گر چاہیے مجھے!

۔۔*

وجاہت ثمر کو اوپر والے نے پانچ بیٹوں سے نوازا تھا سب کی شادیاں سوائے ارسلان کے ہو چکی تھیں وہ انتہائی حسن پرست تھا اپنی حویلی میں میلاد کی تقریب میں مولوی فضل کی بیٹی نورالعین کو اتفاق سے اس نے دیکھ لیا تھا کیونکہ وہ غریب گھرانے کی پردہ دار لڑکی تھی پھر وہ ایسا اس پر لٹو ہوا کہ مخالفت کے باوجود اس سے شادی کر لی وہ بھی خاندان والوں کی عدم موجودگی میں۔

وجاہت صاحب نے اسے گھر سے نکال دیا تین ماہ بعد نورالعین کے حسن کا بخار اتر گیا تو وہ حویلی واپس آ گیا اور سب کی رضامندی سے ثمینہ سے شادی کر لی ادھر نورالعین کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی وہ اسے بھی دیکھنے نہیں گیا اور ثمینہ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے شہر آ گیا جہاں پہلے سے ہی وجاہت منزل میں بڑے بھائی رہائش پذیر تھے۔

مولوی فضل اس صدمے کی تاب نہ لا سکے اور دنیا سے ہی رخصت ہو گئے نورالعین بیٹی کو لے کر دوسرے گاؤں میں آ گئیں جہاں ان کے رشتے کی ایک خالہ رہتی تھیں اور تو ان کا دنیا میں کوئی نہیں تھا بس یہ خالہ ہی سہارا تھیں نورالعین نے محلے کے بچوں کو قرآن کا درس دینا شروع کر دیا پورے محلے میں وہ استانی جی کے نام سے مشہور ہو گئیں زیور کی پرورش انہوں نے بہت کڑے طریقے سے کی بچپن سے ہی نماز روزے کی عادت ڈال دی اسے اسکول بھی نہیں بٹھایا بلکہ گھر پر ہی لکھنے پڑھنے کا انتظام کیا جو نفرت انہیں ارسلان نامی مرد سے ملی تھی انہوں نے وہ تمام کی تمام زیور میں انڈیل دی اسی تربیت کا اثر تھا کہ وہ مردوں کو انتہائی نحس اور شیطان تصور کرتی تھی۔ میٹرک کے پرچوں کی تیاری اس نے گھر پر کی اور امتحان پرائیویٹ طور پر دیا۔ گاؤں کے سب لوگ اس کی پابندی پر اسے بے حد سراہتے تھے مجال ہے جو کبھی کسی نامحرم نے زیور کی ایک جھلک بھی دیکھی ہو۔

ایک رات نورالعین اچھی خاصی سوئیں اور پھر کبھی نہ اٹھ سکیں زیور یہ صدمہ بھی سہار گئی پر خالہ اماں کی موت نے اسے توڑ پھوڑ دیا انہوں نے مرنے سے فقط ایک روز پہلے زیور کے دادا کا ایڈریس علاقے کے کونسلر شریف ملک کو بتا دیا۔ خالہ اماں کا سوئم ہو چکا تھا وہ نڈھال سی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی جب تنگ سی گلی میں شاندار گاڑی آ کر رکی گویا اس کے وارث اسے لینے آ گئے تھے کیونکہ شریف ملک نے اسے بتا دیا تھا۔

جہاں آرا بیگم، عالیہ، نور بیگم، حسنہ، زیب النساء کے ساتھ فاروق، شکیل، رفیق اور احمر بھی آئے تھے اسے گلے لگا کے خوب روئے۔

"کہاں کہاں تمہیں تلاش نہیں کیا اور تم وجاہت ثمر کی پوتی ہو کر غلاموں کی سی زندگی بسر کرتی رہیں، میرے ارسلان کی نشانی نے اس گوشہ گمنامی میں عمر بتا دی۔" نور بیگم اور جہاں آرا نے گھر کا جائزہ لیا تو رونا آ گیا انہوں نے ہی بتایا کہ ارسلان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا وہ ثمینہ سے لڑ جھگڑ کر نورالعین کے پاس گئے تھے اور اسے نہ پا کر ہر ایک سے پوچھا تھا اور اس مایوسی کے عالم میں گھل گھل کر ختم ہو گئے تھے۔

زیور نے صبر کر لیا اور ان کے ساتھ وجاہت منزل آ گئی جہاں اس کے لیے حیرت کا ایک جہاں آباد تھا اس کے کزنز کے ہاتھ ایک دلچسپ مشغلہ آ گیا تھا ڈش اور سیٹلائیٹ کے اس دور میں اتنی باپردہ لڑکی ان کے نزدیک عجوبہ ہی تھی۔

ایک ماہ ہو گیا تھا علی اور اشعر نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔ اسفند امریکہ سے ایک ماہ بعد لوٹا تھا اسے بھی یہ خبر سنائی گئی کہ ان کے گھر بارہ سو قبل مسیح کی ایک یادگار آ گئی ہے۔

اسفند کے والد کے وجاہت فیملی کے ساتھ پرانے تعلقات تھے پھر اسماعیل نیازی کے ساتھ ان کے کاروباری تعلقات بھی تھے اسماعیل صاحب کے

مرنے کے بعد تمام اثاثوں اور جائیداد کا اکیلا وارث اسفند تھا تمام چیزیں خود بخود اس کے نام منتقل ہو گئی تھیں ڈیڑھ سال پہلے اس نے انجینئرنگ کا امتحان پاس کیا تھا پر ڈگری کی عملی میدان میں اسے ضرورت ہی پیش نہیں آئی باپ کے چھوڑے ہوئے کاروبار کی نگرانی اسے ہی کرنی تھی اور وہ اس ذمہ داری کو نبھا رہا تھا۔

لڑکیوں کے حلقے میں اسفند بہت پاپولر تھا ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا عائشہ بیگم کو اس کی شادی کی بڑی فکر تھی پر وہ دامن بچا جاتا تھا۔ وہ زندگی کے ایک ایک لمحے سے خوشیاں کشید کرنے کا قائل تھا اور ثنی وغیرہ کی کزن تفریح ہی تفریح تھی وہ بھی ان کے ساتھ مل گیا۔

پردہ ہے پردہ
پردے کے پیچھے پردہ نشین ہے

اسفند جھوم جھوم کے گا رہا تھا ثنی زبردستی زیور کو گھر سے لے آئی تھی اب سب کے درمیان گویا وہ فٹ بال بنی ہوئی تھی۔

"بات سنیں آپ کی عمر کیا ہو گی" اسفند نے کمال بے تکلفی سے پوچھا۔

"بارہ سو سال۔" جواب اسماء کی طرف سے آیا ایک زبردست قہقہہ پڑا۔

"یار تجھے چڑیا گھر جانا ہے۔" اسفند اشعر کی طرف مڑا۔

"ہاں کیوں کیا تم نے جانا ہے۔"

"نہیں یار بلکہ۔" اسفند نے چپکے سے زیور کی طرف اشارہ کیا پھر زبردست قہقہہ پڑا اسے درمیان میں بٹھا کر وہ یونہی اس کی عزت افزائی کرتے تھے اور ان کا لیڈر اسفند تھا انتہائی بے ادب اور گستاخ لڑکا' زیور کا بس چلتا تو اسے کچا چبا ڈالتی۔

فاروق وجاہت زیور کے کالج فارم لائے تھے پر اس نے کالج جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ گھر پر ہی پڑھے گی اس پر بھی سب نے اس کا ریکارڈ لگایا۔

۔۔*

زیور ڈرائنگ روم میں تھی کچھ دیر پہلے ہی جہاں آرا اس کے پاس سے اٹھ کر گئی تھیں وہ اٹھنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ وہ شیطانوں کا ٹولہ اندر آ گیا سب سے آگے اسفند تھا زیور نے چادر کو اور آگے کر لیا اس کی آنکھیں بھی بمشکل نظر آ رہی تھیں۔

ظلمت شب ان کی زلفوں کے بکھر جانے کا نام
وہ نقاب رخ الٹ دیں تو روشنی ہو جائے

وہ چھن کر اس کے پردے پر شعر سناتا تھا آج وہ اور ہی ارادہ لے کر آیا تھا جس میں سب کی رائے شامل تھی ثنی نے ڈرایا بھی تھا کہ اگر دادو کو خبر ہو گئی تو خیر نہیں پر اسفند نے چپ کرا دیا تھا۔

نقاب الٹی ہے کس زہرہ جبیں نے
اندھیرے نور ہوتے جا رہے ہیں!

وہ ٹیبل بجا بجا کر شعر پڑھ رہا تھا اس کا خیال تھا کہ زیور انتہائی بدشکل لڑکی ہو گی پردہ تو اپنی کم روئی چھپانے کا ایک بہانہ ہے لڑکے تو رہے ایک طرف لڑکیوں نے بھی اسے کبھی بے پردہ نہیں دیکھا پھر سب کی اپنی اپنی زندگی تھی ان کے نزدیک وہ بہت بور لڑکی تھی کسے فرصت تھی وہ اسے غور سے دیکھتا۔

اسفند کی طرف سے شعروں کی صورت میں حملے ہو رہے تھے وہ بل کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

شرم کو شرک کی حد تک نہ بڑھا
یوں نہ مل ہم سے خدا ہو جیسے

اسفند نے یکدم اس کی زمین کو چھوتی چادر کے کنارے پر پاؤں رکھ دیا ساری چادر زیور کے آگے بڑھنے کی وجہ سے پاؤں میں آ رہی اور وہ تڑپ کر مڑی۔

برق کو ابر کے دامن میں چھپا دیکھا ہے...

ایک برق سی اسفند کی نگاہوں میں کوند گئی۔

"تم جیسے گھٹیا تھرڈ کلاس لڑکے سے میں بات کرنا بھی توہین سمجھتی ہوں' اپنے گریبان میں جھانکو کیا اسلام کے نام لیواؤں کے ایسے کرتوت ہو سکتے ہیں کیا تمہاری نگاہ میں عورت کا کوئی مقام نہیں ہے ڈوب مرو تم چلو بھر پانی میں' تف ہے تمہاری حیات پر کیا تم لوگوں کی زندگی کا یہی مقصد ہے۔"

زیور کو اپنی بے پردگی کا احساس ہوا ہی نہیں تھا۔ سوائے اسفند کے سب کے سر شرمندگی سے جھکے ہوئے تھے وہ ایک ٹک ہونق سے زیور کو اسطرح سے دیکھے جا رہا تھا بنانے والے نے کیا صورت بنائی تھی اتنا تقدس اور نور تھا اس کے چہرے پر کہ وہ مارے رعب حسن کے گنگ رہ گیا تھا نکھرا صاف ستھرا سراپا تھا صاف لگ رہا تھا کہ کوئی آلودہ نظر اس چہرے سے نہیں ٹکرائی ہے' زیور سسکیاں بھرتے ہوئے یونہی کمرے سے بھاگ گئی تب اسفند کو ہوش آیا۔

چمک آنکھوں میں عارض شعلہ گوں 'ہونٹوں پر انگارے

نقاب اچھا نہ چہرے سے تو جل کے خاک ہو جا

اس کی زبان سے پھر شعر پھسلا تو وہ سب جیسے ہوش میں آئے۔

"چلو اس سے معافی مانگتے ہیں۔" علی آگے بڑھا اشعر نے زیور کی گری ہوئی چادر اٹھائی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا سوائے اسفند کے سب اندر داخل ہو گئے۔

"ابھا ہمیں معاف کر دو واقعی ہم غلطی پر تھے۔" سب نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے زیور نے کھلے دل سے معاف کر دیا۔ نینی اسماء اور سحرش کی اس دن کے بعد سے زیور سے دوستی ہو گئی تھی وہ اسے چھوٹی بہنوں کی طرح عزیز رکھتی تھیں۔

*_*_*

اسفند ساری رات نہ سو سکا' وہ چہرہ بار بار خیالوں میں جھانکتا اور نیند اڑاتا رہا ایک فیصلہ کر کے وہ مطمئن ہو گیا زیور کے لیے اسفند کا پروپوزل دھماکے سے کم نہیں تھا کہاں وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ وقت سے قدم ملا کر چلنے والا اور کہاں وہ محدود سی دنیا والی میٹرک پاس زیور' پر ہونی کو کون روک سکتا ہے عائشہ بیگم کو اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تھا اسفند کی ضد پر فی الحال صرف نکاح کیا گیا تھا۔

اسفند پاگل ہو رہا تھا لیکن زیور کو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ نور کا جو کہنا تھا مرد شیطان ہوتا ہے تبھی تو وہ اس سے دور بھاگتی تھی۔

*_*_*

رات کا ایک بج رہا تھا' اسفند کی آمد کا نام و نشان نہیں تھا بہت گھبرا گئی وہ کہاں چلا گیا تھا آج تو ڈر بھی لگ رہا تھا تمام ملازمین اپنے اپنے کوارٹرز میں جا کر سو بھی چکے تھے اچانک لائٹ چلی گئی اتنے بڑے گھر میں تنہائی کا احساس اور خوف زدہ کر رہا تھا اپنے وجود کے سائے سے گھبرا کر وہ اچھلی اگلے ہی لمحے پتھریلی زمین پر گر کر ہوش سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

جیسے ہی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی اسفند اندر کی طرف جاتے راستے پر ایک گٹھڑی سی پڑے دیکھ کر چونک گیا انجان خدشات سے گھبرا کر وہ گاڑی وہیں چھوڑ کر باہر نکل آیا۔

یہ زیور تھی اسفند نے اسے سیدھا کیا چاند سی جبیں خون سے تر تھی۔

"زیبی زیبی زیور۔" اسفند نے اسے ہلایا جلایا آوازیں دیں۔ وہ بے حس و حرکت تھی وہ اسے اٹھا کر اندر لے آیا اور آرام سے بیڈ پر لٹایا اس کی نبض چیک کی سینے کی دھڑکن محسوس کی پیشانی سے خون صاف کیا چوٹ اتنی زیادہ نہیں تھی بس وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش تھی۔

اسفند نے گلاس سے پانی اس کے چہرے پر پھینکا تو وہ ہوش میں آ گئی اور رونا شروع کر دیا۔

"مجھے ڈر لگ رہا تھا میں اکیلی تھی آپ جو سزا چاہیں مجھے دیں مگر مجھے رات کو اکیلا مت چھوڑیں۔" وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"آپ کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ طنز سے باز نہ آیا۔

*_*_*

ماہم رات ان کی طرف رک گئی تھی رہ رہ کر اس کے کمرے سے ہنسی کی آوازیں ابھر رہی تھیں ماہم ابھی تک اسفند کے بیڈ روم میں تھی بہت دیر بعد وہ ابھی تو اسفند زیور کے کمرے میں آیا۔ وہ کمبل میں چھپی سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اسفند نے زور سے اس کا بازو ہلایا وہ ہڑبڑائی اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

[illegible] وہ ابھی بھی اس بیڈ پر آرام فرما سکتا ہے [illegible] روم کے عین ساتھ والے کمرے میں [illegible] ہے میں بھی اور [illegible] آپ [illegible] تبدیل ہوا انداز [illegible] آنکھیں چمک گئیں۔

"[illegible]" کیا ساتھ ہی اسفند [illegible] سیدھی اس [illegible] خوشبو اس کی ناک سے ٹکرائی اس سے پہلے کہ وہ اسے چہرے سے ہٹاتی اس نے ہاتھ بڑھا کر لے لی۔

"ارے اس میں بھوت کے جراثیم ہیں آپ کے ہاتھ گندے اور ناپاک ہو جائیں گے۔"

وہ گستاخانہ انداز میں اس کا مذاق اڑا رہا تھا اس نے کروٹ بدل کر اس کی طرف سے پشت کر لی اس کی آواز پھر زیور کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کمال ہو گیا آج تو شاید سورج مغرب سے نکلا تھا جو ایسے حیرت انگیز واقعات رونما ہو رہے ہیں' آپ کو اس اکیلے کمرے میں ڈر نہیں لگ رہا [illegible] ایک شیطان کے ہمراہ ہیں۔ آپ کو تو اب تک [illegible] کر لینی چاہیے تھی۔"

زیور جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی وہ اس کی طرف طنز بھری مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کوئی ڈر نہیں لگ رہا ہے میں اتنی بزدل ہرگز نہیں ہوں۔" اپنی دانست میں اس نے اسفند کو بڑا کرارا جواب دیا تھا۔

"گویا آپ کی کزنز جھوٹ بولتی ہیں کہ آپ بزدل ہیں کمزور ہیں۔" وہ کچھ جتا رہا تھا۔

"بزدل اور کمزور وہ ہوتے ہیں جن کو خدا پر اعتبار نہ ہو اور میں دولت اعتبار سے مالا مال ہوں۔" وہ اب کے خاصے اعتماد سے بولی تھی یہ وہی زیور تھی جس کی بولتی اسفند کو دیکھ کر بند ہو جاتی تھی پر اس زیور اور اس زیور میں زمین آسمان کا فرق تھا وہ اب مردوں سے بڑے اعتماد سے گفتگو کر لیتی تھی۔

"واقعی آپ ڈرپوک نہیں ہیں۔" وہ دوبارہ پوچھ رہا تھا۔

"جی نہیں۔" وہ حیران ہوئی۔

"تو پلیز ایک مساج کر دیں میرا سر درد ہے آخر کو آپ بیوی ہیں یہ آپ کا فرض ہے۔" رات کے ڈھائی بجے وہ اسے فرائض یاد دلا رہا تھا۔

"ہونہہ فرض۔" وہ جل کر رہ گئی اور بیڈ سے اتر کر گھوم کر اس کی طرف جا کھڑی ہوئی۔

"یہ ماہم بہت بولتی ہے میرے سر میں درد کر دیا۔" وہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھا ڈرتے ڈرتے اس نے اپنا ہاتھ اسفند کے سر کی طرف بڑھایا ایک سیکنڈ کے لیے ہاتھ کانپا پھر وہ نارمل ہو گئی۔

"آخر مجھے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ دھیرے دھیرے اس کا سر تھام کر دبانے لگی۔

"تھک گئی ہیں۔" وہ آنکھیں کھول کر سیدھا ہو گیا وہ ہڑبڑا سی گئی۔

"شاباش جائیں سو جائیں۔" تکیے پر اپنا سر رکھتے ہوئے اسفند نے اسے حکم دیا۔ نائٹ بلب کی خوابناک روشنی پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

"کیسا شاندار ہے اور سنگدل بھی" وہ سوئے ہوئے اسفند کو مسلسل دیکھے جا رہی تھی واقعی وہ تو کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا اسفند نے ہی اس کے اندر سوئے ہوئے نازک جذبوں کو بیدار کیا تھا اپنے وجود کا بھرپور احساس دلانے والا اس کی زندگی میں آنے والا وہ پہلا مرد جس نے اسے مرد کی مضبوط پناہ کا احساس دلایا تھا اس کے اندر کے جذبے جگا کر وہ خود دور ہو گیا تھا۔ آگ روشن کر کے خود تماشا دیکھ رہا تھا۔ شعوری جبر کے باوجود وہ اس کی شخصیت میں جانے کب اور کیسے انوالو ہو گئی تھی۔

اسفند کب کا سو چکا تھا زیور آہستگی سے بیڈ سے اتری اور صوفے پر آ گئی اس کی ذات میں انقلاب رونما ہو چکا تھا اور وہ کیسا بے خبر پڑا سو رہا تھا اگر اسے علم ہو جاتا کہ زیور کے خیالات اس کے بارے میں مکمل طور پر بدل چکے ہیں تو وہ شاید حیرت کے مارے پاگل ہو جاتا۔

سوچتے سوچتے وہ جانے کب سوئی صبح اس کے آنکھ

کھانے سے پہلے ہی وہ جاگنگ کے لیے جا چکا تھا ماہم سو رہی تھی وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی۔

فجر کا وقت تیزی سے گزر رہا تھا نماز پڑھ کر اس نے کچن کا رخ کیا حسب معمول زینت ناشتا بنا رہی تھی جب تک اسفند ایکسر سائز کر کے آتا اس کا ناشتا تیار ہو چکا ہوتا تھا۔

ماہم بھی خلاف توقع جلدی اٹھ گئی تھی شب خوابی کے لباس میں ہی وہ سیدھی ڈائننگ ٹیبل تک آ گئی تھی زیور کو اس کا حلیہ دیکھ کر بڑا حجاب آیا بال یونہی شانوں پر پریشان تھے زیور نے دل میں اعتراف کیا کہ اس کافر کا حسن بڑے بڑے عابدوں کو بہکانے کے لیے کافی ہے وہ تھی بھی حسین اور اسے اپنے حسن کو نمایاں کرنے کا شوق بھی تھا مشرقی ہو یا مغربی لباس وہ دونوں میں بجتی تھی۔

"آہا آج تم جلدی اٹھ گئیں۔" اسفند گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے آکر بیٹھ گیا۔

"میں نے سوچا تمہاری کمپنی کو زیادہ سے زیادہ انجوائے کیا جائے۔" وہ اک ادا سے ہنسی زیور سر جھکائے چائے کے سپ لیتی رہی وہ دونوں آپس میں چہلیں کرتے رہے اس کی کالج وین آئی تو وہ چلی گئی۔

پورا دن کالج میں شدید تناؤ کا شکار رہی ذہن بار بار بھٹک کر ان دونوں کی طرف چلا جاتا وہ دونوں اکیلے تھے ماہم کی بے تکلفی سے اسے خوف آتا تھا اور اسفند کی کئی لڑکیوں کے ساتھ دوستی کی کہانیاں سن چکی تھی۔

رقابت کی آگ سر سے پیر تک اسے جلا رہی تھی شکر کیا کہ جب وین اسے لینے آئی گیٹ سے اندر آتے ہوئے اسے محسوس ہوا کہ بہت سناٹا ہے بیگ اور فائل رکھ کر وہ کپڑے بدلنے کے لیے اوپر کے کمرے کی سیڑھیاں طے کرنے لگی اچانک کسی کی تیز سسکیوں کی آواز نے اسے چونکا دیا اسفند کے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اس نے ڈرتے ڈرتے جھانکا' اف۔۔۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا دوسری نظر پڑنے سے پہلے ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں اور دروازے سے ہٹ کر دیوار کا سہارا لیا ورنہ وہ گر پڑتی۔

"پلیز اسفند میں مر جاؤں گی مت ایسے کرو آخر زیور میں رکھا ہی کیا ہے وہ گنوار سی لڑکی! اسفند تم لو اگر تم نے مجھے دغا دیا تو میں سوسائیڈ کر لوں گی' تم لو تم زیور کے ساتھ سیٹ نہیں ہو فارغ کرو اسے۔"

ماہم کی بھرائی ہوئی آواز اس کی جواب دیتی سماعت سے ٹکرائی وہ الٹے قدموں واپس ہوئی لڑکھڑاتے قدموں سے سیڑھیاں طے کیں اس لمحے ماہم دھپ دھپ کرتی پیچھے آئی زیور ستون کی اوٹ میں ہو گئی اس نے پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی اسٹارٹ کی پیچھے پیچھے اسفند آندھی طوفان کی رفتار سے اترا اور جھٹ کر دروازہ کھول کر بیٹھ گیا ماہم برابر اسے ہٹا رہی تھی پر اسفند جیسے پہاڑ کو سرکانا اس کے بس کی بات نہ تھی بالآخر اسفند اسے ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا وہ مسلسل چیخ چلا رہی تھی پر بند شیشوں کے پیچھے سے آواز زیور تک نہیں آ رہی تھی۔

گاڑی جا چکی تھی زیور کی ٹانگوں سے جیسے جان ہی نکل گئی وہ ستون کے ساتھ ہی ڈھیر ہو گئی اسے خبر ہی نہیں کب دن ڈھلا اور رات ہوئی وہ بمشکل کمرے تک آئی تھی پروین نے ہی اسے بتایا تھا کہ اسفند کا فون آیا ہے وہ آج رات گھر نہیں آئیں گے۔

اذیت بھری رات گزر چکی تھی وین والے کو اس نے کہہ دیا تھا کہ آج کالج نہیں جانا ہے اندر آ کر اس نے عام استعمال کے کپڑے نکال کر پہنے اور گرد چادر مضبوطی سے لپیٹی سامنے دراز میں اسفند کا وائیلٹ پڑا ہوا تھا اس نے کھول کر ہزار کا نوٹ نکالا اور دبے قدموں سے باہر آئی سامنے ہی پروین کھڑی تھی۔

"بی بی کہیں جا رہی ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں میں دادو سے ملنے جا رہی ہوں۔" وہ جلدی جلدی گیٹ عبور کر گئی پروین کو دھیان ہی نہیں آیا کہ پوچھے گھر میں اتنی گاڑیاں کھڑی ہیں ڈرائیور ہیں پھر آپ ایسے کیوں جا رہی ہیں

سڑک پر تھوڑی دیر چلتے ہی اسے رکشہ مل گیا۔

"اسٹیشن چلنا ہے۔" رکشہ والے کا سر اثبات میں ہلتے ہی وہ رکشہ میں بیٹھ گئی۔ ڈھائی سال میں وہ کافی معاملات سے آگاہ ہو چکی تھی ٹکٹ خریدتے

ہوئے وہ پریشان نہیں تھی جب تک گاڑی نہیں چلی [illegible] آنسوؤں میں لرزا رہا چلتے ہی اس نے سکون کا [illegible]

[illegible] کے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے جب گاڑی [illegible] گاؤں کے اسٹیشن پر رکی۔ جن لوگوں [illegible] سامان اسباب سمیٹے اتر رہے تھے اس [illegible] اس کو پہنچتی۔ اسٹیشن کے باہر [illegible] کہا گرد و دیکھ کی یوں لگ رہا تھا [illegible] نہیں ہے اب تانگہ رکا [illegible] اسے اس کی میری آواز پر چونکی [illegible] آیا ہے پچاس روپے کا تڑا [illegible] باقی پیسے لیا سیدھی گلی میں گھس گئی تانگے والا وہیں حیران پریشان کھڑا رہ گیا اس نے آگے بڑھ کر جھانکا وہ غائب ہو چکی تھی۔

"پتہ نہیں بے چاری کے ساتھ کیا ہوا ہے۔" وہ دھیرے سے بڑبڑایا زیور کے قدموں کی لرزش کھویا کھویا سا انداز اس سے چھپا نہ رہ سکا تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کچھ گنوا آئی ہے۔

کھیتوں کا طویل سلسلہ طے کر کے وہ سامنے قطار میں بنے مکانوں کی طرف بڑھ گئی خالہ کے مکان پر اداسی سی منڈلا رہی تھی دروازے پر تالا لگا ہوا تھا قریب تھا کہ وہ مایوس ہو کر دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیتی ساتھ والے گھر سے رحمت آپا نکلیں۔

"بیٹا تم اپنی زیور ہو ناں" چادر میں ہونے کے باوجود وہ اسے پہچان گئی تھیں۔

"ہاں آپا۔" وہ پلٹی آپا رحمت نے محبت سے اسے گلے لگایا اور اپنے گھر لے آئیں صائمہ اور فاطمہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں تھوڑی دیر میں سب کو خبر ہو گئی کہ زیور آئی ہے رحمت آپا کھانے پینے کا انتظام کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔ عورتیں بار بار آ رہی تھیں نور العین نے ان کے بچوں کو قرآن پڑھایا تھا اسی حوالے سے وہ زیور سے ملنے آ رہی تھیں خود زیور کی عادات کی وجہ سے سب اسے پسند کرتے تھے چوبیس گھنٹے سے زائد ہو گئے تھے اسے کھانا کھائے مگر ابھی تک بھوک کا احساس نہ ہوا تھا۔ رحمت آپا نے کھانے پر اچھا خاصا اہتمام کیا ہوا تھا پر اس نے بے دلی سے چند لقمے زہر مار کیے کھانے کے بعد وہ چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی رحمت آپا اس سے بہت سارے سوالات پوچھنے کے لیے بیتاب تھیں۔

"بیٹا خیر تو ہے ناں یوں اکیلی کیوں آئی ہو تمہارے تایا اور دادی تمہیں بڑے چاؤ سے لے کر گئے تھے پھر سب کیا ہے۔" رحمت سے صبر نہ ہو سکا مگر وہ خالی خالی بے تاثر نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"بیٹا کیا انہوں نے گھر سے تمہیں نکال دیا ہے۔" ان کا خدشہ زبان پر آیا کہنے کی دیر تھی زیور کی آنکھوں سے جھڑی لگ گئی رحمت اپنے سوالوں کا جواب پا چکی تھیں۔

"بیٹا چپ کر جا ہم سب تیرے اپنے ہیں خون ہی سفید ہو گئے ہیں آج کل۔" رحمت آپا اسے تھپکتے ہوئے بڑبڑا رہی تھیں زیور ان کی غلط فہمی کی تردید نہ کر سکی۔

"آپا مجھے چابی دیں۔" آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے رحمت کے سامنے سوالی کی طرح ہاتھ پھیلایا۔

"بیٹا اب رات ہو گئی ہے صبح چلنا۔"

"نہیں آپا ابھی جاؤں گی' دور بھی کیا ہے یوں بھی درمیان میں کھڑکی ہے میں رات ادھر ہی سوؤں گی اس گھر میں میری ماں کی خالہ کی خوشبو رچی ہوئی ہے۔"

وہ پھر رو پڑی رحمت چابی لیے اندر چلی گئیں۔

دروازہ کھول کر اس نے اندازے سے سوئچ بورڈ تلاش کیا اور لائیٹ جلائی' چیزوں پر ہلکی ہلکی گرد جمی ہوئی تھی کیونکہ رحمت آپا مہینے میں دو تین بار صفائی کر دیتی تھیں۔

"آپا اب آپ جائیں سو جائیں۔" بستر پر گرتے ہوئے وہ ان کی طرف رخ کر کے بولی۔

"اکیلی کیسے سوؤ گی" وہ پریشان ہو گئیں۔

"آپا میں یہ کھڑکی کھول رہی ہوں اکیلی کہاں ہوں۔" زیور نے درمیانی کھڑکی کھول دی۔

"پھر بھی بیٹا۔" وہ ہچکچا رہی تھیں۔

"بس آپا میں تو ادھر ہی ہوں گی کوئی ایک دو روز کی بات تو ہے نہیں۔" وہ اداسی سے مسکرائی۔ رحمت آپا

کوماننے ہی بنی وہ کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں اتریں جہاں صائمہ پہلے سے بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔

--*

رحمت، صائمہ، فاطمہ تینوں سو گئی تھیں۔ رحمت کا کوئی بیٹا نہ تھا عرصہ دراز سے بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں ان کا واحد ذریعہ آمدنی زمینیں تھیں۔ زیور اٹھ کر بیٹھ گئی بے آواز روتے روتے اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا بار بار وہ منظر آنکھوں کے سامنے آکھڑا ہوتا بار بار وہ ضبط کرتی پر کہاں تک ماہم اور اسفند واضح ہو کر جیسے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

صوفے پر قریب قریب ماہم اور اسفند بیٹھے ہوئے تھے ماہم رات والے لباس میں ہی تھی اس کے شانے پر اسفند کا بازو تھا دوسرے ہاتھ سے اس نے ماہم کا ہاتھ تھاما ہوا تھا وہ خود اسفند کے سینے سے لپٹی رو رہی تھی رہ رہ کر اس کی آواز اذیت کے صحرا میں لے جا رہی تھی۔

زیور نے آنکھوں کو زور سے رگڑا دل کو کوئی دبا رہا تھا وہ کیا کرے کہاں جائے ان سوالوں کے جواب تلاش کرتے ہوئے وہ بے حال ہو رہی تھی۔

واپسی کا سفر تکلیف دہ تو تھا پر اس نے طے کر لیا تھا اپنے طور پر اس نے سوچ لیا تھا کہ ماہم اور اسفند کے مابین کوئی تعلق تو ہے تبھی تو ماہم خودکشی کی دھمکی دے رہی تھی اسفند کا بے قراری سے اس کے پیچھے جانا رات کو گھر نہ آنا سب کچھ صاف تھا اس کے بعد وہ کیسے رک سکتی تھی اس نے اچھی طرح سوچنے کے بعد ہی آنے کا فیصلہ کیا تھا ماہم اور اسفند کا راستہ صاف تھا اور یہ راستہ صاف کرنے کی اذیت اس نے اپنی جان پر جھیلی تھی۔

اور اب رو رہی تھی لاشعور میں کہیں اس سنگدل کی محبت چھپی بیٹھی تھی کہ شاید وہ اس کی خطا معاف کر دے پر یہ تو خوش فہمی کے سوا کچھ نہ تھا اس کو اول روز سے ہی جان لینا چاہیے تھا کہ اسفند نے محض اپنی انا بلند رکھنے کے لیے اس سے شادی کی ہے۔

--*

"پروین یہ زیور کہاں ہے۔" شام کو سو کر اٹھتے ہی اس نے زیور کی غیر موجودگی کے بارے میں پوچھا۔

"وہ تو کہہ رہی تھیں کہ میں دادو سے ملنے جا رہی ہوں کالج بھی نہیں گئیں آج۔" اس نے تفصیل سے بتایا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ رات زہرا خالہ نے اسے بتایا تھا کہ "عائشہ بیگم اگلے ہفتے آ رہی ہیں وہاں ان کے دل کا بائی پاس ہوا ہے۔ وہ پاکستان سے گئی ہی اس مقصد کے لیے تھیں عین ولیمے کے روز جانے کی وجہ یہی تھی کہ انہیں ہر حال میں تیرہ تاریخ کو اسپتال پہنچنا تھا۔ اسفند کو اس لیے نہیں بتایا کہ وہ پریشان ہو جاتا بہر حال اب وہ ٹھیک تھیں اور پاکستان آ رہی تھیں۔"

اسفند مضطرب ہو گیا تھا اگر انہیں علم ہو جاتا کہ زیور کے ساتھ وہ یہ سلوک کرتا رہا ہے تو وہ سچ مچ اس سے ناراض ہو جاتیں اب وہ اس پوزیشن میں ہرگز نہیں تھا کہ ان کی ناراضگی افورڈ کر سکتا۔ خود زیور اس سے بری طرح بدگمان تھی وہ زبان سے کچھ نہیں کہتی تھی پر اس کی نظریں شکایت کرتیں وہ بہت بدل گئی تھی اسفند دن رات اسے بے نیازی کی سزا دے رہا تھا جلا رہا تھا ماہم کے ساتھ اس کی بے تکلفی اسی سلسلے کا حصہ تھی وہ چاہتا تھا کہ زیور بولے روئے چیخے اپنی ہار کا اقرار کرے تو وہ اسے بتائے کہ یہ سب ڈراما ہے تمہاری توجہ حاصل کرنے کا۔

عائشہ بیگم کی آمد کا سنتے ہی اس نے فیصلہ کیا کہ اب ڈراپ سین ہو جانا چاہیے یوں بھی اس نے زیور سے کافی بدلہ لے لیا تھا پرسوں رات وہ جب اس کا سر دبا رہی تھی تو اس نے کتنی مشکل سے خود کو کنٹرول کیا تھا وہ اسے سویا ہوا جان کر مسلسل دیکھ رہی تھی کوئی دور تو نہیں تھی اگر وہ ہاتھ بڑھاتا تو اسے چھو سکتا تھا پھر نہ جانے کیوں وہ اٹھ کر صوفے پر لیٹ گئی تھی اپنے تئیں وہ اسے سزا دے رہا تھا پر آج احساس ہوا تھا کہ وہ یہ سزا اسے نہیں خود کو دے رہا تھا سمندر کے پاس رہ کر بھی پیاسا تھا یہ خوب صورت دن یونہی گنوانے کے تو نہیں تھے جسے اتنی چاہت سے اپنایا تھا اسے بے نیازی کی مار

مار رہا تھا۔

"بہرحال آج سارے حساب برابر کر دوں گا۔" اس کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی کل جس طرح ماہم نے اسے ہراساں کیا تھا وہ اس سے بہت پریشان ہو گیا تھا زیور کی غیر موجودگی میں وہ بہت جذباتی ہو رہی تھی اس سے کہہ رہی تھی مجھے اپنا لو یہاں تک کہ وہ اپنی نسوانی انا کو فراموش کیے اس سے چاہت کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

"سوری ماہم میں زیور کے سوا کسی کا تصور تک نہیں کر سکتا ہمارے درمیان جو کچھ ہے تم اسے نہیں سمجھ سکو گی۔"

اس نے دو ٹوک رویہ اختیار کیا تھا۔

"پلیز اسفند ایسے مت کرو میں مر جاؤں گی۔" ماہم نے اس کا گریبان تھام لیا تھا اور اس کے سینے پر سر رکھے رو رہی تھی۔

"ٹیک اٹ ایزی ماہم میں بھی مجبور ہوں۔" اسفند نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے سمجھایا تو وہ بری طرح بپھر گئی اپنی دھن میں تیزی سے نیچے اتری اسفند بھی بھاگتا ہوا اترا اور اسے ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹا کر خود بیٹھ گیا ماہم کی ذہنی حالت بہت خراب تھی تبھی تو وہ ان کے گھر رات رک گیا تھا ماریہ کے علم میں تمام واقعہ آ چکا تھا دونوں نے مل کر اسے سمجھایا اسی اثناء میں امریکہ سے عائشہ بیگم کا فون آ گیا۔ زہرا خالہ اور آذر ماموں نے ان کے بائی پاس کی تمام حقیقت بتائی ماہم کے ساتھ معذرت کر کے ہو گئے وہ رات دو بجے کے قریب سویا۔

اسفند نے اٹھ کر کپڑے بدلے بال سیٹ کیے اور بازار چلا گیا۔ سرخ اور گلابی پھولوں سے سجا خوب صورت سا بکے خرید اور پھر کارڈز کی دکان پر چلا آیا۔ رنگ برنگے، خوب صورت سادہ ہر طرح کے کارڈز تھے اس نے انتہائی خوب صورت عبارت میں لکھا "آئی ایم سوری" کا کارڈ خرید۔

سیٹی پر ایک شوخ سی دھن بجاتے ہوئے اس نے کارڈ اور پھول بیڈ روم میں سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیے اب وہ بڑی شدت سے اس کا انتظار کر رہا تھا ڈیک پر ہلکی

آواز میں گانے بج رہے تھے اس نے رسٹ واچ میں ٹائم دیکھا چھ بج رہے تھے اتنے میں فون کی گھنٹی بج اٹھی آواز ہلکی کر کے اس نے ریسیور اٹھایا وہ نیکی کی طرف تھی وہ آج کل وجاہت منزل میں تھی کیونکہ ریحان بزنس ٹور پر جاپان گیا ہوا تھا۔ اسماء بھی ڈلیوری کی وجہ سے میکے میں تھی پھر حرش اور علی کی منگنی کی رسم بھی ہونے والی تھی نیکی دن رات بازاروں کے چکر لگا رہی تھی آج ذرا فرصت ملی تو اس کا دل چاہا زیور سے گپ شپ کرے۔

"کیسی ہیں محترمہ نیکی صاحبہ۔" وہ چہکا۔

"ٹھیک ہوں۔" جواباً وہ ہنسی۔

"آج کیسے یاد کر لیا مجھ ناچیز کو۔"

"تمہیں نہیں بلکہ زیور کو یاد کیا ہے" تم کتنے بے ایمان ہو اسے رات ادھر رکنے ہی نہیں دیتے کتنے دن ہو گئے ہیں اس کی شکل نہیں دیکھی اب اسے بلاؤ مجھے بات کرنی ہے۔" وہ خفا خفا سی لگ رہی تھی۔

"یار وہ تو صبح سے دادو کے ہاں ہے" آج کالج بھی نہیں گئی۔" اسفند نے بتایا۔

"ہوش میں تو ہو میں ادھر سے ہی بول رہی ہوں۔" نیکی جیسے اسے ڈانٹ رہی تھی۔

"نیکی میں سچ کہہ رہا ہوں وہ پروین کو بتا کر گئی تھی کہ دادو سے ملنے جا رہی ہے۔" پہلی بار اسفند کے لہجے میں گھبراہٹ در آئی۔

"اسفند وہ یہاں نہیں ہے" نیکی بھی گھبرا گئی۔

"میں فوراً تمہاری طرف آ رہا ہوں۔" اس نے ریسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ آندھی کی رفتار سے گاڑی چلاتا ہوا وہ وجاہت منزل پہنچا تو نیکی پریشانی سے گیٹ پر ہی ٹہل رہی تھی۔ اسفند کا رنگ ہی اڑا ہوا تھا۔ عالیہ، حسینہ، زیب النساء، نور بیگم اور جہاں آرا سب اس کے گرد جمع ہو گئیں عالیہ بیگم اتنی پریشان تھیں کہ فون کر کے فاروق، سہیل احمد اور رفیق کو بھی اپنے اپنے آفس سے بلوا لیا تھا سب اپنی جگہ پریشان اور متفکر سے بیٹھے ہوئے تھے۔

"بیٹا تم سے اس کا کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا۔" جہاں آرا نے پریشانی سے پوچھا۔

"نہیں دادو۔" وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولا اس کے بعد اشعر اور علی کے ساتھ وہ جگہ جگہ گیا ہسپتال' دارالامان' پولیس چوکیاں اور بے سہارا خواتین کے مراکز تک انھوں نے چھان مارے وہ رات اسی بھاگ دوڑ میں گزر گئی۔ اسفند کا حال بہت برا تھا۔ ایک رات میں ہی اس کا حشر ہو گیا تھا فاروق احمد اور سہیل صاحب نے اپنے اپنے طور پر زیور کی تلاش کی پر نہ جانے اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان۔

اسفند کے ذہن میں جھماکا سا ہوا ماہم کے الفاظ ذہن میں گونجنے لگے۔ "جب ارسل کو علم ہوا کہ زیور پہلے سے نکاح شدہ ہے تو اسے بہت دکھ ہوا کئی دن اس نے اس ناکامی کا سوگ منایا۔" ماہم نے ہی چھوٹی چھوٹی باتیں اسفند کو نمک مرچ لگا کر سنائیں کہ ارسل کہتا ہے میں رخصتی سے پہلے ہی اسے اغوا کر لوں گا۔

"یقیناً" یہ اس کمینے کی کارستانی ہے میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔" گاڑی کا رخ اس نے ارسل کے گھر کی طرف موڑ دیا سوئے اتفاق دستک کے جواب میں گیٹ اسی نے کھولا۔

"کہاں ہے زیور۔" وہ دھاڑا۔ ارسل حیران سا ہوا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہاں زیور کا کیا کام۔" وہ نرمی سے بولا اتنے میں اندر سے سونیا اور اس کی امی بھی نکل آئیں۔

"غلط فہمی کے بچے بتا زیور کہاں ہے ورنہ چھوڑوں گا نہیں۔" وہ بپھرا ہوا لگ رہا تھا۔

"میں نے آپ کو کہا ہے ناں کہ زیور یہاں نہیں ہے۔" اب کے ارسل کو بھی غصہ آ گیا۔

"کمینے بلڈی فول اسے اغوا کی دھمکیاں دیتا تھا اور اب کہتا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔" اسفند اس پر پل پڑا سونیا زور زور سے رونے لگی اور ارسل کو چھڑانے کی جدوجہد کرنے لگی۔

"پلیز آپ بھائی کو چھوڑ دیں میں اللہ قسم کھا کر کہتی ہوں کہ بھائی کو زیور کے بارے میں علم نہیں۔" سونیا نے روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تو وہ رک گیا ارسل نے جبڑے سے بہتا خون صاف کیا اسفند جیسے بٹے کٹے لڑکے نے دو منٹ میں اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔

"بتاؤ پھر وہ کہاں ہے۔" اسفند چیخا۔

"دیکھو ہمیں اس کے بارے میں نہیں معلوم اور نہ کسی نے اسے اغوا کی دھمکی دی ہے۔ میں نے اسے چاہا ضرور ہے پر اتنا گھٹیا ہرگز نہیں ہوں یوں بھی ہاسپٹل میں اسے تڑپ تڑپ کر آپ کی زندگی کی دعا مانگتے دیکھ کر میں جان گیا تھا کہ وہ میری ہرگز نہیں ہے اور اب آپ یوں آندھی طوفان کی رفتار سے آئے ہیں' بخدا ہمیں نہیں معلوم کہ کیا قصہ ہے۔" ارسل نے اپنی پوزیشن کلیئر کی۔ اسفند ہارے ہوئے جواری کی طرح گھاس پر بیٹھ گیا ارسل یقیناً سچ بول رہا تھا۔

"سوری یار یہ سب غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے' ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔" وہ شکست خوردہ سپاہی کی طرح مردہ قدم اٹھانے لگا ارسل اور اس کی والدہ نے لاکھ روکا تو اب میزبانی نبھانے چاہے پر وہ نہ رکا۔ روشنی کا آخری چراغ بھی بجھ گیا۔

واپس گیا تو ان سب کا حال بھی اس سے مختلف نہیں تھا اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہ ناکام ہو چکے تھے دوسری رات بھی آنکھوں میں کٹ گئی۔ جہاں آرا بیگم کو غش پر غش آ رہے تھے ڈاکٹر انہیں نیند کی گولی دے کر ابھی گیا تھا۔

"کاش میں رات گھر سے باہر نہ رہتا' نہ یہ سب ہوتا یقیناً" اس نے میرے اور ماہم کے مابین ہونے والی تمام گفتگو سن لی ہو گی۔"

اسفند خود کلامی کرتے ہوئے بڑبڑایا تنی پاس ہی تھی اس نے سن لیا اور اسفند کے پیچھے پڑ گئی۔ اسے تمام قصہ بتاتے ہی بنی۔

"یقیناً" یقیناً" وہ وہیں ہے۔" سحرش کا چہرا جگمگا اٹھا وہ ان کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

"کہاں ہے وہ کہاں ہے۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخا۔

"شاد نگر میں۔" وہ اتنے ہی سکون سے بولی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو' شاد نگر کے سوا وہ کہیں نہیں جا سکتی۔" اسماء نے چٹکی بجائی اسفند کا تاریک چہرا جگمگا اٹھا فیصلہ کیا گیا کہ ماہم اور اسفند والی بات بڑوں سے چھپائی جائے اسماء نے فاروق صاحب سے جانے کا کہا تھا کہ وہ فوراً چلنے کے لیے تیار ہو گئے تنی نے ضد کی کہ وہ بھی جائے گی۔ ان سب کو پکا یقین تھا کہ وہ شاد نگر میں ہی ہو گی۔

♥_♥_♥

زیور تکیے میں سر چھپائے رو رہی تھی بارہا خود کو ڈانٹ چکی تھی اپنے تئیں اسے یقین تھا کہ وہ سب قیامت تک بھی اسے نہیں ڈھونڈ سکتے اس نے فیوچر پلاننگ بھی کر لی تھی کہ گاؤں کے واحد اسکول میں نوکری کر لے گی زندگی کو تو جیسے تیسے گزارنا ہی تھا۔ وہ مگر اس سنگدل کے پیار بھرے انداز اور جفائیں یاد آتیں پھر ماہم کے ساتھ اس کی قربت کا سوچ کر ہی اسے آگ لگ جاتی' خود سے لڑتے لڑتے وہ بے حال ہوئی جا رہی تھی۔

کھڑکی کے دوسری طرف کی بتی کب کی بند ہو چکی تھی وہ بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ اچانک مانوس سا گاڑی کا ہارن سنائی دیا یوں لگا کہ جیسے ایک سے زائد گاڑیاں باہر رکی ہوں پھر گاڑی کے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی اس کا دل دھڑ دھڑانے لگا اچانک دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی اور وہ سانس روکے سنتی رہی رحمت آپا کی آنکھ کھل گئی انہوں نے لائٹ جلائی اور کھڑکی کے راستے اس کی طرف آئیں۔ باہر اسی طرح تواتر سے دستک ہو رہی تھی۔

"بیٹا پتا نہیں باہر کون ہے۔" رحمت آپا نے اسے اٹھایا اور خود دروازے پر پہنچ گئیں۔

"کون ہے۔" وہ بولیں۔

"میں زیور کا تایا فاروق ہوں وہ یہیں ہے کہ نہیں۔" رحمت نے جواب دینے سے پہلے ہی دروازہ کھول دیا۔ فاروق' احمد' تنی اور اسفند اندر آ گئے رحمت فاروق صاحب اور احمد کو تو جانتی تھیں مگر اسفند اور تنی ان کے لیے اجنبی تھے۔

"وہ یہیں ہے۔" وہ آہستگی سے بولیں۔

"دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ وہ یہیں ہو گی۔" تنی خوشی سے چلا اٹھی۔ سب آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ فاروق اور احمد صاحب کو دیکھ کر زیور کا چہرا فق ہو گیا۔ پھر اچانک اس نے رونا شروع کر دیا۔

"بیٹا اس طرح معمولی باتوں پر گھر نہیں چھوڑا کرتے۔" فاروق صاحب نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا زیور کے رونے میں اور بھی شدت آ گئی۔

"تمہیں پتا ہے ہم سب کتنے پریشان ہوئے' اماں جان کی حالت بھی خراب ہے ہم نے جگہ جگہ تلاش کیا تمہیں۔" احمد صاحب اسے دھیرے دھیرے بتا رہے تھے اور وہ شرمندگی کے سمندر میں غرق ہوئی جا رہی تھی۔

"آئندہ ایسے مت کرنا کوئی بات بھی ہو مجھے آ کر بتاؤ۔" فاروق تایا نے اسے تسلی دی زیور نے سر ہلا دیا۔ شکوے' شکایتوں کے بعد رحمت نے ہی ان لوگوں کے سونے کا بندوبست کیا یوں بھی طویل سفر سے وہ تھک گئے تھے اب صبح ہی انہیں جانا تھا۔

زیور فاروق اور احمد صاحب کو دیکھتے ہی حواس باختہ ہو گئی تھی اتنی کہ اسے تنی اور اسفند کی آمد کا پتا ہی نہ چلا' اب دونوں اس کے سامنے تھے' تنی بستر پر اس کے قریب بیٹھ گئی تھی اور اسفند سامنے رکھی کرسی پر ٹکا ہوا تھا' زیور کو نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

"یہ حماقت کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی تمہیں' وہاں سب اس قدر پریشان تھے کہ حد نہیں' دادو کو تو غش پر غش آ رہے تھے' بار بار بے ہوش ہو رہی تھیں اگر ہمارے جاننے والوں کو علم ہو جاتا تو کیا کیا افسانے بنیں گے سوچا تم نے بھولی اکیلے منہ اٹھا کر نکل آئیں خدانخواستہ اگر ایسے ویسے کسی آدمی کے ہاتھ لگ جاتیں تو کیا ہوتا کیونکہ اکیلے تو تم کبھی باہر نہیں نکلیں ہو اتنی دور آنے کی ہمت کیسے کر لی اتنی چھوٹی سی بات پر گھر چھوڑ دیا۔"

تنی اچھی طرح اس کی کلاس لے رہی تھی اپنی بات ختم ہونے پر اس کا چہرہ دیکھا وہاں سپاٹ اور سرد جذبات کے سوا کچھ نہ تھا وہ الجھ سی گئی۔

"یہ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں۔" زیور نے انگلی سے اسفند کی طرف اشارہ کیا اسفند کو یہاں دیکھ

کر اسے زبردست شاک لگا تھا کیونکہ اس کی دانست میں ماہم اور اسفند کے راستے صاف ہو چکے تھے اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ خود بخود راستے کا کانٹا ہٹ گیا تھا اب وہ یہاں کیا لینے آیا تھا۔

"زیبی آخر ہوا کیا ہے بتاؤ مجھے۔" وہ بہت بے تاب لگ رہی تھی۔

"ان سے پوچھیں کیا ہوا ہے' کیا انہوں نے بتایا نہیں آپ کو۔" اس نے پھر اسفند کی طرف اسے دھکیلا۔

"ہاں بتایا تو ہے کہ تم ماہم کے ساتھ اس کی بے تکلفی پر چڑتی تھیں اور جس روز ماہم تمہارے ہاں آتی اسفند سے ہنستی بولتی رہی اور اسفند رات ان کی طرف رک گیا تھا اور پیچھے تم نکل پڑیں۔" نینی آرام سے کہتی چلی گئی۔

"نہیں آپا یہ سب ایسے نہیں ہے۔" وہ شکوہ کناں نظروں سے اسفند کو دیکھ کر رہ گئی۔

"آپ تو شادی کے روز کہہ رہی تھیں کہ زیبی تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ اسفند تو ہوش ہی کھو بیٹھے گا اسے اپنے اوپر قابو نہیں رہے گا۔ واقعی آپ سچ کہہ رہی تھیں یہ سچ مچ بے قابو ہو گئے یہ دیکھیں ان کے بے قابو ہونے کی نشانی۔" زیور نے اپنی آستین الٹ دی جہاں مدہم مدہم سے نیل اب بھی موجود تھے اسفند سانس روکے تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"نینی آپا ایسی اور بھی نشانیاں ہیں جو میں آپ کو دکھا نہیں سکتی' ان سے پوچھیں کیا ایک رات کی دلہن کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ ساڑھے تین ماہ سے میں گویا کانٹوں پر جی رہی ہوں ہر روز تذلیل ہر روز بے عزتی اور مجھے جلانے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے ماہم مجھ سے زیادہ خوبصورت تعلیم یافتہ اور سوسائٹی میں موو کر سکتی ہیں میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس روز کی قربت کو میں کیا معنی دوں اس لیے چلی آئی کہ اسفند صاحب کو مشکل نہ ہو اب یہ آرام سے ان سے بیاہ رچا سکتے ہیں انہیں خودکشی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسفند کی بھی انا کی تسکین ہو چکی ہے۔"

نینی دم سادھے اس کے انکشافات سن رہی تھی شکر تھا کہ کھڑکی بند تھی ورنہ زیور کو اس عالم میں دیکھ کر جانے فاروق اور احمد صاحب پر کیا گزرتی۔

"اسفند تم نے تو کچھ اور ہی قصہ سنایا تھا اور یہ زیور کے ساتھ یہ سلوک کرنے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی۔" نینی پوری طرح فارم میں آچکی تھی۔

"ادھر آؤ تم۔" اسفند اس کا بازو پکڑ کر دوسرے کمرے میں لے آیا۔

"بس رہنے دو ان ڈھکوسلوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے' زیبی تم بھی یہاں آؤ۔" نینی نے خفگی سے اپنا بازو چھڑایا اور ساتھ ہی اسے آواز دی وہ تنے تنے چہرے کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔

"ارے نینی میں تمہیں بتاتا ہوں' اس روز مکمل بات تمہیں اس لیے نہیں بتائی کہ مجھے علم تھا تم غصے میں آجاؤ گی اور زیور کا معاملہ وہیں رہ جائے گا۔" وہ صلح جو انداز میں قدرے اختصار کے ساتھ اس روز والی بات بتاتا چلا گیا۔

"میں اس لیے رات اس کی طرف رکا تھا کہ اس احمق سی لڑکی کا برین واش کر دوں۔" وہ اپنی صفائی دے رہا تھا۔

"اب اتنی احمق نہیں ہے وہ چڑیل' مجھے پہلے ہی شبہ تھا وہ ضرور کچھ نہ کچھ کرتی رہے گی آخر اسے کوئی اور نظر کیوں نہیں آتا ذرا شرم نہیں آتی ایک شادی شدہ لڑکے پر ڈورے ڈالتے ہوئے۔"

نینی ماہم کی طرف سے بہت بدگمان تھی' اب اسفند اور نینی میں آپس میں مذاکرات ہو رہے تھے وہ کونے میں کھڑی تھی۔

"محترمہ اپنے لیٹر والا کارنامہ تو بتائیے جس کی وجہ سے میں مرتے مرتے بچا تھا۔" اسفند نے اسے بھی گھسیٹ لیا۔

"نینی اطلاعاً عرض ہے کہ میں آوارہ' عیاش' بدکردار' لوفر لفنگا ہوں۔" اب ترپ کا پتا اسفند کے ہاتھ میں تھا' زیور زرد سی ہو گئی بری پھنسی تھی وہ نینی کے سامنے کس قدر سبکی اٹھانی پڑ رہی تھی اسے "اگر وہ سب کو اس کا خط دکھا دیتا تو سب کتنا ملامت کرتے

اسے ..... وہ صاف بچ نکلا تھا۔

"ہے..... چالاک انسان کتنا اسمارٹ بنتا ہے۔" وہ دل میں بڑبڑا کر رہ گئی۔ وہ ہنس ہنس کر خط کے مندرجات اسے سنا رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ کم بخت نے زبانی رٹا ہوا ہے۔

"نینی گھر چلنا میں تمہیں وہ تاریخی خط دکھاؤں گا' میری شان میں وہ وہ قصیدے لکھے ہیں تمہاری کزن نے کہ پڑھ کر حیرت زدہ رہ جاؤ گی' میرے پاس باقاعدہ ثبوت ہے' ان محترمہ نے شدت سے میرے ساتھ شادی سے انکار کیا ہے خود تو مظلوم بن گئیں کہ نئی دلہن سے سلوک کرتے ہیں ان سے پوچھو اپنے دولہا سے ایسا سلوک کرتے ہیں' یہ تو مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتیں پوچھو تو شادی کے ساڑھے تین ماہ میں انہوں نے مجھ سے ایک بات بھی کی ہو' کبھی بھولے سے بھی مجھے مخاطب کیا ہو' بے چاری ماہم جو مجھے کبھی کمپنی دے دے تو وہ بھی انہیں پسند نہیں۔" آخر میں وہ شرارت سے مسکرایا تو دل ہی دل میں وہ اسے برا بھلا کہہ کر رہ گئی۔

"تھینکس گاڈ سب کو یہ نہیں معلوم' اب گھر چل کر جیسا میں کہوں ویسا کرنا ورنہ یہ گڑے مردے اگر بڑوں کی نگاہ میں آگئے تو تمہارے مجنوں کی خیر نہیں ہے۔" نینی اسفند کی طرف دیکھتے ہوئے کھل کر مسکرائی۔

"نینی آپا میں سونے جا رہی ہوں' آپ بھی آ کر سو جائیں۔" وہ دروازے میں منتظر کھڑی تھی۔

"جائیں نینی آپا سو جائیں' ہماری تو کسی کو فکر ہی نہیں ہے تین راتوں سے نہیں سوئے ہیں' سوکھے منہ مجال ہے جو کسی نے حال پوچھا ہو۔" اسفند افسوس کر رہا تھا زیور سنی ان سنی کرتے ہوئے نکل گئی۔

اسفند کمرے میں پڑے اکلوتے بستر پر لیٹ گیا زیور بری طرح خفا تھی ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا' اگر نینی یہاں نہ ہوتی تو وہ اسے منا لیتا اس کے ڈھکے چھپے ناراض ناراض اقرار نے اسے کتنا سکون بخشا تھا یہ محبت ہی تو تھی کہ وہ ماہم کے ساتھ اس کی قربت برداشت نہ کر سکی تھی اگر نینی نہ ہوتی تو وہ تنے تنے چہرے والی ناراض زیور کو منا لیتا۔ اس نے اقرار محبت بھی تو کتنے انوکھے انداز میں کیا تھا۔ خوب صورت سپنے بنتے ہوئے وہ جانے کب سو گیا گزشتہ دنوں کی ساری کلفتوں کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

"بیٹا! اگر اپنے میاں سے لڑائی ہو جائے تو یوں گھر چھوڑ کر کبھی نہ نکلنا۔" وقت رخصت گاڑی میں بیٹھتی زیور کو رحمت آپا نصیحتیں کر رہی تھیں۔

واپسی پر جہاں آرا کتنی دیر اسے سینے سے لپٹائے رہیں بار بار چھو کر اس کے ہونے کا یقین کرتی رہیں اور وہ شرمندہ ہوتی رہی۔

"اب کبھی اسفند سے ایسے ناراض نہ ہونا اس بے چارے کی تو حالت ہی خراب تھی۔" تائی اماں بھی اس کم بخت کی حمایت کر رہی تھیں نہ جانے نینی اور اسماء نے سب کو کیا کہانیاں سنائی تھیں کہ سب اسے ہی سمجھا رہے تھے۔ وہ بخیریت لوٹ آئی تھی جہاں آرا نے دیگیں پکوا کر یتیم خانے بھجوائی تھیں سوائے اسماء' نینی اور سحرش کے اصل بات کا کسی کو بھی علم نہ تھا اور عقل کا تقاضا یہی تھا کہ کسی کو علم ہوتا بھی نہیں

انہوں نے سب کو یہی بتایا تھا کہ زیور کی اسفند سے چھوٹی سی بات پر ناراضگی ہوئی ہے کم عقل ہے کم عمر ہے بھی اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے۔

سبھی نے زیور کو نصیحتیں کی تھیں مثالیں دی تھیں کہ ہماری بھی شوہروں سے ناراضگیاں ہوتی ہیں پر ہم نے تو کبھی ایسا قدم نہیں اٹھایا۔ناچار زیور کو وعدہ کرنا پڑا کہ وہ آئندہ ایسی حماقت نہیں کرے گی۔

"زیبی جو ہو سو ہوا اب آئندہ کے لیے گرہ میں باندھ لو کہ ایسے نہیں کرو گی تمہاری بھی غلطی ہے کہ تم نے اسے ایسا اشتعال انگیز خط کیوں لکھا جس کا نتیجہ اس کے خوفناک ایکسیڈنٹ کی صورت میں نکلا غصے کی انتہا پر جا کر ہی اس کا ہاتھ تمہارے اوپر اٹھا ہو گا ورنہ اس کی شدتوں اور بے تابیوں کے ہم گواہ ہیں تمہیں دیکھنے کے لیے محض تمہیں دیکھنے کے لیے وہ یہاں کے چکر لگاتا تھا ورنہ ماہم جیسی ہزاروں لڑکیاں اس کے پیچھے خوار تھیں اس نے تمہیں ہی چنا تمہیں ہی چاہا ماہم کے ساتھ اس کا کوئی چکر نہیں ہے وہ خود اس کی دیوانی ہے تمہیں اس کے ساتھ ماہم کی انتہائی قربت کا دکھ ہے تو یہ فطری بات تھی اسفند کے انکار سے ماہم ٹوٹ پھوٹ چکی تھی اور وہ محض اسے تسلی دینے کے لیے اس کے قریب ہوا تھا وہ آپس میں اچھے دوست بھی رہے ہیں اور ایک خوشخبری ہے ماہم‘ رضا کے ساتھ شادی کے لیے مان گئی ہے اور یہ کارنامہ اسفند کا ہے وہ رات اس لیے وہاں رکا تھا کہ ماہم کی خودکشی والی دھمکی سے ڈر گیا تھا وہ بڑی مشکل سے مانی ہے اب تم ہی انصاف کرو اسفند کہاں قصوروار ہے اور وہ آوارہ بدکردار عیاش طبع بالکل نہیں ہے ساڑھے تین ماہ کے عرصے میں اندازہ ہو گیا ہو گا تمہیں۔"

نتی کی بات پر اس کا سر جھک گیا۔

"بیوقوف وہ تمہیں ٹوٹ کر چاہتا ہے۔" اسماء نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ٹوٹی شاخ کی مانند اس سے لپٹ گئی رونے کے علاوہ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے کیا کرے رونا آسان تھا سو وہ رو رہی تھی۔

"اٹھو شاباش جا کر کپڑے بدلو دیکھو حال کیا ہو رہا ہے! سحرش دادی جان نے زیبی کے لیے جو نئے کپڑے بنوائے ہیں وہ نکالو۔" اسماء نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے اور سحرش کو اٹھایا کپڑے لے کر وہ چپ چاپ واش روم میں چلی گئی اسماء اور نتی کی آنکھیں چمک رہی تھیں زیور نہا کر کپڑے بدل کر باہر نکلی تو نتی نے زبردستی اس کے دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں پہنائیں سحرش نے لپ اسٹک اٹھائی تو اس نے ہاتھ اٹھا دیے کہ نہیں لگانی ہمیشہ کی طرح اس نے کاجل لگانے پر اکتفا کیا بغیر کسی آرائش کے وہ بے پناہ جچ رہی تھی وہ گیلے بالوں میں برش کر رہی تھی جب اسفند بمشکل بزرگ خواتین کے سوالوں سے جان چھڑا کر آیا۔

"محترمہ چلیے گھر فوراً۔" اس نے زیور پر بھرپور نگاہ ڈالی وہ سمٹ سی گئی۔

"کون سے گھر؟ یہ آج ادھر ہی رہے گی دیکھتے نہیں کتنی بارش ہو رہی ہے ہم سب مل کر بارش انجوائے کریں گے۔" نتی صاف مکر گئی۔

"میں تو سوچ سوچ کر حیران ہوں کہ اس نازک سی لڑکی نے اس پہلوان کی مار کیسے جھیلی ہو گی۔"

اسماء کی نظر زیور کی کلائی پر پڑی چونکہ آستین آدھی تھی اس لیے گوری گوری گداز کلائی پر مدھم مدھم سے نیل صاف نظر آ رہے تھے۔

"زیبی چلو گھر یہ سب تو ایسے ہی۔" اس نے زیور کا بازو تھام کر اٹھانا چاہا۔

"ہٹو پیچھے آئے بڑے گھر والے۔" سحرش نے فوراً انٹری دی۔

"کیوں میرے صبر کو آزما رہی ہو ہمیں جانے دو۔" اس نے ہاتھ جوڑ دیے تو انہیں رحم آ گیا۔

باہر زوردار بارش ہو رہی تھی گاڑی کی ونڈ اسکرین دھندلا رہی تھی۔

اسفند نے زیور کی طرف دیکھا جو دروازے سے لگی بیٹھی تھی وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا گاڑی رکی تو سب سے پہلے زیور اتری تیزی سے چلتے ہوئے بھی اچھی خاصی بھیگ گئی تھی کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر پڑے کارڈ اور بکے کو اس نے حیرانی سے دیکھا اور اٹھا

کر پڑھا پھر اسی طرح اس نے رکھ دیا اور کھڑکیوں کے پردے سرکا دیے اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو کمرے کا دروازہ کھول دیا اب ٹیرس سے وہ بھیگتے لان کا نظارہ کر سکتی تھی وہ ہاتھوں میں بارش کے قطرے بند کرنے کا تماشا دیکھ رہی تھی اور خود بھی ساتھ ساتھ بھیگ رہی تھی اسفند اسے دیکھ رہا تھا گاڑی لاک کر کے گیٹ بند کر کے وہ بھی آ گیا زیور کو اس کی آمد کی خبر نہیں تھی وہ اس کی پشت پہ کھڑا تھا۔

"زیبی کیا میں بہت برا ہوں اتنا کہ تم نے میرے دل سے کھیلنے کی سازش کر ڈالی‘ مت پوچھو کہ تمہارے جانے کے بعد مجھ پر کیا گزری اگر تم نہ ملتیں تو نہ جانے میں کیا کر بیٹھتا۔" اس کی آواز سن کر اسے حیرانی ہوئی وہ گھومی تو اسفند بھی سامنے آ گیا۔

"بولو جواب دو کیوں کیا تم نے ایسا؟"

"مجھے نہیں پتہ۔" وہ دامن بچا گئی۔

"تمہیں ہی تو پتہ ہے اور مجھے جواب بھی چاہیے۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولا اس کی شعلے برساتی آنکھوں کی طرف زیور کا دیکھنا مشکل ہو گیا۔

"آپ نے کون سا میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے‘ اتنی بے دردی سے مجھے مارا مجھے جلانے کے لیے ماہم سے رابطے بڑھائے آپ کو شکوہ تھا ناں کہ میں آپ کے جذبات کی پذیرائی نہیں کرتی تو جس لڑکی نے کسی نامحرم کی کبھی شکل نہ دیکھی ہو آپ اس سے کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ ایک اجنبی بے باک لڑکے کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے فلمی گیت گاتی پھرے‘ میں گاؤں کی گنوار سی لڑکی آپ کے قابل نہ تھی نہ میرا مقصد پردے میں چھپے حسن سے مردوں کو دیوانہ بنانا تھا اگر میرا مقصد یہ ہوتا تو سب سے پہلے آپ کے ساتھ ایسا کرتی‘ وہ لیٹر میں نے بے بسی کی انتہا پر لکھا تھا آپ مجھے اپنے گھر لے گئے تھے پھر جب آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا تو میں نے رو رو کر آپ کی زندگی کی دعا مانگی آپ مرد ہیں عورت کی ہار سے آپ کی انا کو تسکین ملتی ہے میں اقرار کرتی ہوں کہ میں آپ سے ہار گئی ہوں اس دن ماہم اور آپ بہت قریب قریب تھے اس روز جب کالج سے لوٹی تو دیکھ کر مجھے اپنے تہی داماں ہونے کا احساس ہوا مجھے پہلی نظر میں آپ سے محبت نہیں ہوئی تھی اس گھر میں لا کر آپ نے میری نسوانی انا کو ٹھوکر لگائی میرے اندر کی عورت کو بیدار کر دیا میں اب اور برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

آنکھیں اور بھی تواتر سے برسنے لگیں اس سنگدل انسان کو بھلا اس کی کیا پروا۔

"آپ واقعی بہت برے ہیں بے حس ہیں سنگدل ہیں۔" روتے ہوئے وہ اس کی خوبیاں بتا رہی تھی اسفند ہنستا چلا گیا زیور کے اعتراف نے اس کی انا کو تقویت پہنچائی تھی لطف دیا تھا اسفند نے روتی ہوئی زیور کا بازو تھاما اور غور سے دیکھنے لگا۔

"جتنی بیدردی سے مارا ہے اس سے زیادہ پیار کروں گا پھر رو رو کر نہ کہنا کہ۔" اس نے زیور کی اجلی اجلی کلائی تھامی وہ تڑپ کر ہٹی مگر اسفند نے اس کی نرم و نازک کلائی اپنے مضبوط بازو میں جکڑ لی تھی۔

--*

گاڑی ایئرپورٹ کی طرف بھاگی جا رہی تھی اسفند اور زیور دونوں عائشہ بیگم کو لینے جا رہے تھے وہ سوچ رہی تھی کہ ہر مرد ارسلان نہیں ہوتا اس کی ماں بدنصیب تھی کہ ارسلان جیسا مرد اس کی قسمت میں لکھا تھا اور وہ کتنی خوش قسمت تھی کہ اسفند کے تمام راستے اسی تک آتے تھے اس نے گاڑی ڈرائیو کرتے اسفند کو بڑی چاہت سے دیکھا نیلی شرٹ کی آستین فولڈ کیے ڈارک گلاسز لگائے اس کے مضبوط مردانہ بالوں سے بھرے بازو اسٹیئرنگ پر جمے ہوئے تھے اس نے بے اختیار اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھ دیے۔

"کیوں مجھے بہکا رہی ہو اگر میں نے جوابی کارروائی کی تو مجھے بے ایمان اور بے شرم تو نہیں کہو گی۔" گاڑی ڈرائیو کرتے کرتے وہ اس کی طرف جھکا۔

"آپ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔" وہ مسکائی۔

"اگر کر دوں تو۔" اسفند کا انداز فیصلہ کن تھا وہ دہل کر گاڑی کے دروازے سے لگ گئی اب ہنسنے کی باری اسفند کی تھی۔